امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

ہفتہ وار نقیب

پھلواری شریف پٹنہ

مدیر
مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

معاون
مولانا رضوان احمد ندوی

جلد نمبر 62/72

مورخہ ۲۸؍صفر المظفر ۱۴۴۴ھ مطابق ۲۶؍ستمبر ۲۰۲۲ء روز سوموار

شمارہ نمبر 36

اس شمارہ میں

■ اللہ کی باتیں، رسول اللہ کی باتیں
■ دینی مسائل، یادوں کے چراغ
■ حکایات اہل دل
■ خاندان کو اختلاف وانتشار سے کیسے بچائیں
■ پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا
■ مسلم معاشرہ کہاں جا رہا ہے؟
■ تعلیم کا موجودہ منظر نامہ......
■ اخبار جہاں، ملی سرگرمیاں، ہفتہ رفتہ

بین السطور

ماہ ربیع الاول - کچھ کر گذریے

مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

اللہ رب العزت نے عام انسانوں کی ہدایت کے لیے انبیاء ورسل کو مبعوث فرمایا، انہیں معصوم بنایا، یعنی گناہوں کے ارتکاب سے ان کی حفاظت کی، پھر ان کی زندگی کو نمونہ بنا کر ان کی پیروی کا حکم دیا گیا، تمام انبیاء کی شریعتیں منسوخ ہوگئیں اور اب اسلام وہ ہے جو آقا صلی اللہ علیہ وسلم لے کر آئے، یہ اسلام قیامت تک باقی رہے گا کوئی نیا نبی ورسول نہیں آئے گا، اس لیے کہ آقا صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں، اب ہر معاملات ومسائل میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی اسوہ اور نمونہ ہے، اور اسی پر چل کر انسان کامیابی وکامرانی حاصل کر سکتا ہے، فلاح دارین اسی میں ہے، دنیا بھی بنے گی اور آخرت بھی، ہمارا ایمان، یقین اور عقیدہ ہے کہ مثالی شخصیت صرف آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی ہے، دوسرا کوئی نہیں، دوسرے کسی کی اگر ہم مانتے ہیں تو اس لیے کہ وہ اللہ کے احکام کے مطابق حکم دیتا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے طریقے پر خود بھی چلتا ہے اور دوسروں کو بھی تلقین کرتا ہے۔ اللہ رب العزت سے محبت کا تقاضہ بھی یہی ہے کہ پوری زندگی سنت کے مطابق گذاری جائے اور اتباع رسول کو زندگی کا نصب العین بنالیا جائے۔

ربیع الاول کا مہینہ آہی چلا ہے، یہ اسلامی سال کا تیسرا مہینہ ہے، ربیع کے معنی عربی میں بہار کے آتے ہیں، اس کا پہلا حصہ وہ ہوتا ہے جس میں خزاں رسیدہ پیڑ پودوں پر ہریالی آتی ہے، درخت پتوں کا لباس پہنتے ہیں، غنچے چٹکتے ہیں، پھول کھلتے ہیں، اسی مناسبت سے عرب موسم بہار کے آغاز کو ربیع الاول کہتے ہیں، دوسرا دور وہ ہوتا ہے جب پھل پکنے لگتے ہیں اور ان کی خوشبو مشام جان کو معطر کرنے لگتی ہے، عرب اسے بھی موسم بہار سے تعبیر کرتے ہیں، لیکن یہ ربیع الثانی ہوتا ہے۔

اس مہینہ میں آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت اس بات کا اشارہ تھا کہ اب دنیا میں باد بہاری چلے گی، خزاں رسیدہ انسانیت میں روح پھونکی جائے گی، دنیا کو ظلمت وجہالت سے نجات ملے گی اور قتل وغارت گری کا بازار سرد پڑے گا۔ چنانچہ اس مہینے کی ۹؍تاریخ، اپریل ۵۷۰ء میں بروز سوموار آقا صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں تشریف لائے، سسکتی اور بلکتی انسانیت کے لیے سکون اور امن کا پیام لائے، اس مہینہ کی عظمت ہمارے دلوں میں اسی وجہ سے ہے، چیزیں نسبتوں سے ممتاز ہوتی ہیں، اس مہینہ کو آقا صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک خاص نسبت ہے، ایسی نسبت جسے ہم نظر انداز نہیں کر سکتے۔ اس مہینہ میں ولادت باسعادت کے علاوہ دوسرے اہم واقعات بھی ہوئے، اسی ماہ میں آپ نے ہجرت کا سفر کیا اور مدینہ منورہ تشریف لے گئے، اذان کی ابتدا ہوئی، غزوہ بنی نضیر اور غزوۃ دومۃ الجندل اسی مہینہ میں پیش آیا، جس میں مشرکین جنگ کے بغیر فرار ہوگیے، اسی ماہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف فرمانرواؤں کو دعوتی خطوط ارسال کیے، قبائل تہامہ نے اسلام قبول کیا اور اسی مہینہ کی بارہ تاریخ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کا سانحہ پیش آیا۔

ہماری بدقسمتی یہ ہے کہ مسلمانوں کو بھی آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد ربیع الاول کے مہینے میں آتی ہے، اور وہ صرف بارہ ربیع الاول تک، بارہ ربیع الاول گذرا اور محبت کی ساری گرمی، سردی میں بدل جاتی ہے، پھر اس مہینے میں بھی مسلمان محبت رسول کے نام پر جو کچھ کرتے ہیں، اس کا کوئی ثبوت نہ تو حیات مبارکہ میں ملتا ہے، نہ ہی تابعین اور تبع تابعین کے دور میں، یہ بعد کی ایجاد ہے اور اس میں بہت سارے امور غیر شرعی انجام دیے جاتے ہیں، جو محبت رسول کے خلاف ہے، جیسے ڈی جے پر گانے، نوجوانوں کا رقص، اس درمیان آنے والی نمازوں سے غفلت وغیرہ۔

ہمیں اس ماہ اور موقع کو اللہ ورسول کی مرضیات کے مطابق گذارنا چاہیے، ہمارا حال یہ ہے کہ ہم میں سے بیش تر نے سیرت پاک کا مطالعہ نہیں کیا ہے، میں تقریر کرنے اور سننے کی بات نہیں کرتا، مطالعہ کی بات کرتا ہوں، مکمل حیات مبارکہ کے مطالعہ کی بات، حیات مبارکہ کی جانکاری نہ ہو تو اپنی زندگی کو اس نمونہ پر کیسے ڈھالا جا سکتا ہے، اس لیے اس ماہ مبارک میں ہماری کوشش ہونی چاہیے کہ از اول تا آخر پیدائش سے لے کر وفات تک آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ کا مطالعہ کریں، اس کے لیے کوئی معتبر کتاب خواہ مختصر ہو یا مطول، اپنے ذوق کے مطابق منتخب کر کے مطالعہ شروع کر دیں، مختصر کتاب میں رحمت عالم بھی ہو سکتی ہے اور علامہ شبلی، مولانا سید سلیمان ندوی کی سیرت النبی بھی، مولانا ابو البرکات دانا پوری کی اصح السیر بھی ہو سکتی ہے اور مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ کی سیرت المصطفیٰ بھی، اپنی پسند کے اعتبار سے از اول تا آخر مطالعہ کیجئے، حیات مبارکہ کے مختلف واقعات وحوادثات سے نتائج اخذ کیجئے اور اپنی زندگی کو اس راہ پر ڈال دیجئے، سیرت کا مطالعہ آپ کی زندگی کی بہت ساری الجھن اور پریشانی کے حل کا ذریعہ بن جائے گا۔

آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی قربت کا بڑا ذریعہ درود شریف کا کثرت سے اہتمام ہے، ہمارے یہاں درود شریف یا تو نماز کے قعدہ اخیرۃ میں پڑھی جاتی ہے یا آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر منعقد جلسوں میں، جو نماز سے محروم ہیں، دینی جلسوں سے جنہیں نفور ہے، انہیں سالہا سال درود شریف پڑھنے کی نوبت نہیں آتی، درود شریف پڑھنے کے طریقوں پر جھگڑے ہوتے ہیں، لیکن درود شریف پڑھنے کی توفیق نہیں ہوتی، ماہ ربیع الاول آرہا ہے کیوں نہ اس ماہ میں درود شریف اس کثرت سے پڑھیں کہ یہ عبادت سے گذر کر ہم لوگوں کی عادت بن جائے، جب کسی چیز کی عادت ہو جاتی ہے تو اس کے بغیر چین نہیں آتا، ایک ماہ کی اس مشق سے ہمیں درود شریف کثرت سے پڑھنے کی عادت پڑ سکتی ہے، پھر سال بھر یہ ہمارے معمول کا حصہ بن جائے گا، اس سے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی قربت بھی نصیب ہوگی، حوض کوثر پر پیالہ بھی ملے گا اور شفاعت کے بھی ہم حقدار ہوں گے، فائدہ ہی فائدہ ہے اور نفع ہی نفع۔ اس ماہ میں ہم سوشل میڈیا کا استعمال کر کے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی مختصر احادیث کو دوسروں تک پہونچا سکتے ہیں، یہ دوسرے آپ کے دوست بھی ہو سکتے ہیں، مسلم بھی اور غیر مسلم بھی، اگر ہم پورے التزام سے مہینہ بھر اس کام کو کریں تو ہم بہتوں کی غلط فہمی دور کر سکیں گے اور بہتوں کو خیر کے کاموں پر ابھار سکیں گے، مثلا لوگوں میں اچھا وہ ہے جو لوگوں کے لیے نفع بخش ہو، راستہ سے تکلیف دہ چیزوں کا ہٹانا صدقہ ہے، لایعنی باتوں اور فضول بحثوں میں نہ پڑو، سلام کو رواج دو، حسد مت کرو، بغض مت رکھو، بھائی بھائی بن کر رہو، اعمال کا مدار نیتوں پر ہے، دین آسان ہے، نظر بد حق ہے، حیا ایمان کا حصہ ہے، جلد بازی شیطان کا کام ہے، نیکی اچھے اخلاق کا نام ہے، پاکی آدھا ایمان ہے، جو خاموش رہا اس نے نجات پائی، مردوں کی برائی مت کرو، کسی نیکی کو حقیر نہ کہو وغیرہ آپ کر کے دیکھیں، اس کے بہت سارے فوائد آپ کے مشاہدے میں آئیں گے۔

تجربہ سے معلوم ہوا کہ عصری درسگاہوں میں تعلیم حاصل کرنے والے طلبہ وطالبات میں اسلامی معلومات کی کمی ہوتی ہے، سیرت پاک کے حوالہ سے بھی ان کی معلومات عموما سطحی ہوتی ہے، اس لیے اس ماہ میں طلبہ وطالبات کے لیے الگ الگ سیرت کوئز، مقابلوں کا انعقاد کرنا چاہیے، مدارس اسلامیہ کے طلبہ کے لیے بھی الگ سے مسابقاتی پروگرام ہونے چاہیے، کامیاب طلبہ وطلبات کو اچھا انعام دیا جائے؛ تاکہ ان کی حوصلہ افزائی ہو اور آئندہ سیرت پاک کے بارے میں زیادہ جاننے کا شوق پیدا ہو، ان مسابقوں کی جماعت بندی ان کی عمر اور درجات کے اعتبار سے ہو تو زیادہ بہتر ہے، ورنہ بعض اچھے طلبہ کی حق تلفی کا امکان ہے۔

کوشش یہ بھی کی جائے کہ اس ماہ میں ہماری مجلسی گفتگو کا موضوع بھی سیرت پاک ہی ہو، اس سے عوامی بیداری آقا صلی اللہ علیہ وسلم کو جاننے، سمجھنے کی پیدا ہوگی، اور عمل کا ماحول بنے گا، جن حضرات کو اللہ تعالیٰ نے صاحب قلم بنایا ہے، وہ سیرت پاک کے مختلف گوشوں پر آسان زبان میں صحیح معلومات لوگوں تک پہونچانے کا کام کریں، اس سے خود ان کو بھی مطالعہ کی توفیق مل جائے گی اور اشاعت کے بعد قارئین کے لیے بھی فائدہ مند ہوگا، اس عمل سے بھی ایک ماحول بنے گا اور ہمارے لیے ممکن ہوگا کہ صحیح معلومات پر عمل کر کے اپنی دنیا وآخرت سنبھال لیں، کمر ہمت کس لیجئے، ہمت مرداں مدد خدا، اللہ رب العزت کا ارشاد ہے، انسان کو کوشش کے بقدر ہی ملتا ہے۔

اچھی باتیں

☆ اختلافات کے باوجود کسی سے احترام سے پیش آنا کمزوری نہیں بلکہ بہترین تربیت اور خاندانی ہونے کی دلیل ہے۔ ☆ کچھ لوگ اپنے آپ کو انسان نہیں فرشتہ سمجھتے ہیں، ان کے کام بھی فرشتوں جیسے ہیں، یعنی دوسروں کے گناہوں اور برائیوں کا حساب رکھنا ☆ ہجوم کے ساتھ غلط راہ پر چلنے سے بہتر ہے کہ آپ تنہا راہ ہدایت پر چل پڑیں۔ ☆ شور اور شعور کے درمیان ایک ''ع'' کا فرق ہے، یہ ''ع'' علم ہے۔ ☆ ''آدمی اچھا تھا'' یہ لفظ سننے کے لیے مرنا پڑتا ہے۔ ☆ راستہ پوچھنے میں شرم نہ کرو ورنہ منزل کھو بیٹھو گے۔ ☆ وہ غلطی سب سے بڑی غلطی ہے جس کے غلط ہونے کا احساس نہ ہو۔ (حاصل مطالعہ)

بلا تبصرہ

نیوز ایجنسیوں کا مقصد غیر جانب دار رہ کر خبریں اور معلومات پیش کرنا ہے نہ کہ کسی گروہ بندی کے جذبے کے تحت کام کرنا۔ مگر وہ اس تقاضے کو بھول چکی ہیں تو اس کی وجہ بھی پوشیدہ نہیں ہے۔ برسر اقتدار جماعت جس کے پاس قانون کے نفاذ کی ذمہ داری ہے، اس کے لیڈران عام اسٹیج سے نفرت پھیلانے والے بیانات دینے میں جھجھک محسوس نہیں کرتے، اور ایسے لوگوں کے خلاف نہ تو پارٹی کوئی کارروائی کرتی ہے اور نہ کوئی قانونی کارروائی ہوتی ہے۔ پھر ٹی وی چینلوں پر جب اس موضوع پر بحثیں ہوتی ہیں تو وہ بھی ان نفرت انگریز بیانات کو جائز ٹھہرا دیتے ہیں۔ اگر ایسے ہی چلتا رہا تو غور کرنا ہوگا کہ صحافت کی سطح کتنی نیچے گر چکی ہے۔ (جن ستا)

اللہ کی باتیں----رسول اللہ کی باتیں

مولانا رضوان احمد ندوی

حق تلفی نہ کیجئے

’’بات دراصل یہ ہے کہ تم لوگ یتیم کی عزت نہیں کرتے ہواور مسکین کو کھانا دینے کی ترغیب نہیں دیتے ہو میراث کا سارا مال سمیٹ کر کھا جاتے ہواور مال سے حد درجہ محبت رکھتے ہو‘‘ (سورہ الفجر، آیت: ۱۷ تا ۲۰)

وضاحت: قرآن مجید کی ان آیات میں اللہ رب العزت نے انسانوں کی بعض اخلاقی کوتاہیوں بلکہ حق تلفیوں کا تذکرہ فرماتے ہوئے عالم انسانیت کواس سے پرہیز کرنے کی تاکید کی، عموماً لوگ یتیموں کی غربت کو دیکھ کران کی عزت نہیں کرتے، بلکہ انہیں بے وقوف سمجھتے ہیں، غریبوں اور محتاجوں کی حاجت روائی کرنے سے کتراتے ہیں، اگر رشتہ داروں میں کسی کا انتقال ہوجائے تو کوشش کرتے ہیں کہ اس کا مال دبالیں اور مرنے والے کے وارثین کو حق میراث سے محروم کردیں، ان کے سینوں میں مال و دولت کی حرص وطمع اس طرح سمائی ہوئی ہے کہ وہ ہر طرح کی ناانصافیوں کو روا سمجھتے ہیں، پھر جب رب کائنات ان لوگوں کی ان حرکتوں پر گرفت کرتے ہیں تو وہ تلملا اٹھتے ہیں اور اپنی نازیبا حرکتوں پر ندامت کے آنسو بہانے کے بجائے شکوہ وشکایت کرتے پھرتے ہیں، ایسے مجرم لوگ اپنے کرتوتوں کے باعث دنیا میں ذلیل وخوار تو ہوں گے ہی، آخرت میں بھی ذلت ورسوائی ہوگی، مسلم شریف کی ایک روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ اپنے صحابہ سے فرمایا کہ کیا تم جانتے ہو مفلس کون ہے؟ صحابہ نے عرض کیا کہ ہم تو مفلس اسے سمجھتے ہیں جس کے پاس روپیہ پیسہ نہ ہواور مال نہ ہو، یہ سن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بلاشبہ میری امت کا حقیقی مفلس وہ ہوگا جو قیامت کے دن، روزہ، نماز اور زکوۃ لے کر آئے گا، ان سب کے باوجود میدان حشر میں اس حال میں آئے گا کہ کسی کو گالی دی ہوگی، کسی پر تہمت لگائی ہوگی اور کسی کا ناحق مال کھایا ہوگا اور کسی کا ناحق خون بہایا ہوگا اور کسی کو مارا ہوگا اور چونکہ قیامت کا دن فیصلہ کا دن ہوگا، اس لئے اس شخص کا فیصلہ اس طرح کیا جائے گا کہ جس جس کو اس نے ستایا ہوگا اور جس جس کی حق تلفی کی ہوگی سب کو اس کی نیکیاں بانٹ دی جائیں گی، کچھ اس کی نیکیاں اس حق دار کو دی جائیں گی اور کچھ دوسرے حقدار کو دی جائیں گی، پھر ان سب کا حق پورا ہونے سے پہلے ہی اس کی نیکیاں ختم ہوگئیں تو اس کے سر حقداروں کے گناہ ڈال دئے جائیں گے، پھر اس کو دوزخ میں ڈال دیا جائے گا، اس حدیث سے معلوم ہوا کہ صرف پیسہ کوڑی دبالینا ہی ظلم نہیں ہے، بلکہ گالی دینا، غیبت کرنا، تہمت لگانا، بے آبرو کرنا بھی ظلم اور حق تلفی ہے، بہت سے لوگ اپنے بارے میں سمجھتے ہیں کہ ہم دین دار ہیں، مگر وہ ان باتوں سے ذرہ برابر نہیں بچتے ہیں، انہیں سمجھ لینا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ اپنے حقوق کو توبہ واستغفار سے معاف کردیں گے، لیکن بندوں کے حقوق اس وقت تک معاف نہیں ہوں گے، جب تک حق دار اور صاحب حق خود معاف نہ کردے۔

گداگری کو چھوڑئے

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہمیشہ آدمی لوگوں سے سوال کرتا رہتا ہے، یہاں تک کہ آوے گا قیامت کے روز اس حال میں کہ اس کے چہرے پر گوشت کی بُوٹی تک نہ ہوگی۔ (مشکوۃ شریف، جلد:۱)

مطلب: اسلام گداگری اور بھیک منگی کو قطعاً پسند نہیں کرتا وہ جہاں روحانی قدروں کو فروغ دینے اور عقائد کی اصلاح پر زور دیتا ہے، وہیں معاشی ترقی کے میدان میں جدوجہد کرنے کی بھی تلقین کرتا ہے، اس لئے تندرست وتوانا آدمی جو محنت ومزدوری کرکے کسب معاش کرسکتا ہے وہ پیشہ وارانہ انداز میں کشکول گدائی لئے دردر مانگتا پھرے، دروازوں پر خدائی واسطہ دے کر دست سوال دراز کرے یہ ایک ناپسندیدہ عمل ہے، مومن کو دینے والا بننا چاہئے اور سوال کی ذلت سے اپنے کو حتی الامکان بچانا چاہئے، اس لئے ایک حدیث میں فرمایا گیا کہ تم میں سے کسی ضرورت مند آدمی کا یہ رویہ کہ وہ رسی لے کر جنگل جائے اور لکڑیوں کا ایک گٹھا اپنی کمر پر لاد کے لائے اور بیچے اور اس طرح اللہ کی توفیق سے وہ سوال کی ذلت سے اپنے کو بچائے، اس سے بہتر ہے کہ وہ لوگوں کے سامنے سوال کا ہاتھ پھیلائے، پھر خواہ اس کو دیں نہ دیں، انہیں بنیادوں پر مذکورہ حدیث میں فرمایا گیا کہ قیامت کے دن سوال کرنے والے کے چہرے پر گوشت کا کوئی ٹکڑا بھی نہ ہوگا اور غالباً اس کی وجہ یہ ہے کہ سوال کرتے وقت سائل کے چہرے پر ذلت ونکہت کے نقوش نمایاں ہوتے ہیں، وہ گڑگڑاتا ہوا اپنی پیشانی کو بل دیتا ہے اور اپنی بدحالی کی عکاسی کرتا ہے، تاکہ دینے والے کے دل نرم پڑجائیں، جو کہ ایک بری عادت ہے، ہاں اگر کسی کو اس کی محتاجی اور مفلوک الحالی نے دست سوال پر ہی مجبور کردیا، معذور انسان ہے، مختلف امراض جسمانی میں مبتلا ہے اور اس کی آمدنی کے ذرائع ووسائل بھی ہر طرف سے معدوم ہوچکے ہیں تو ایسی صورت میں سماج کے اصحاب ثروت کو اپنی حلال کمائی سے ان کی مدد کرنی چاہئے اور انہیں یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ اسلامی معاشرے میں ہر شخص کے مال ودولت پر دوسرے حاجت مندوں کا بھی حصہ ہے، اس لئے انہیں دینا کار ثواب ہے، بلکہ سماج کے ایسے پریشان حال لوگوں کی مدد کرنا چاہئے جو اپنی خودداری کی بنا پر دست سوال دراز نہیں کرتے، ان کے اندر کا ضمیر بھی اس بات کے لئے آمادہ نہیں ہے کہ وہ لوگوں سے مانگتا پھرے، آپ خود بڑھ کر ان کی مدد کیجئے، یہ عمل اللہ کی رضا وخوشنودی کا باعث ہے، ہاں جو لوگ محبت ومزدوری کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں، لیکن اپنے آبائی پیشہ اختیار کرنے اور مال ودولت کو جمع کرنے کی حرص وطمع میں گداگری کرتے ہیں، انہیں نرمی اور سنجیدگی سے اسلام کے نظام معیشت کو اپنانے پر توجہ دلائیے، ہوسکتا ہے کہ آپ کے انداز تخاطب سے ان کے دل نرم پڑجائیں اور وہ بھی اپنی قوت بازو سے رزق حلال کی تلاش میں لگ جائیں۔

دینی مسائل

مفتی احتکام الحق قاسمی

زمین سود بھرنا پر دینا

س: گاؤں گھروں میں اکثر زمین سود بھرنا پر دی جاتی ہے، جس کی صورت یہ ہوتی ہے کہ اگر کسی کو روپیئے کی ضرورت ہوتی ہے تو وہ اپنا دس یا بیس کٹھا کھیت حسب ضرورت دوسرے کو دیتا ہے اور اس سے روپیئے لے لیتا ہے، بات یہ ہوتی ہے کہ جب وہ روپیہ واپس کرے گا تو زمین واپس ہوگی اور اس درمیان روپیہ دینے والا شخص اس کھیت سے پیداوار حاصل کرکے فائدہ اٹھاتا رہے گا، سوال یہ ہے کہ اس طرح کا معاملہ درست ہے یا نہیں؟

ج: روپیہ لے کر زمین دینا درحقیقت رہن ہے، اسی کو سود بھرنا اور بعض علاقہ میں زرپیشگی پر دینا بھی کہا جاتا ہے، شریعت میں رہن کا مقصد قرض کی وصول یابی کو یقینی بنانا ہے کہ اگر قرض لینے والا شخص کسی وجہ سے قرض ادا نہ کرسکے تو قرض دینے والے کی رقم ڈوبے نہیں بلکہ وہ گروی میں رکھی چیز کو فروخت کرکے اپنا قرض وصول لے، الــرهــن (هــو)... (حبس الشيء مالي)... (بحق يمكن استيفاؤه)...منه كلا او بعضا... (كالدين)... (حقيقة...او حكما)‘‘ (الدر المختار على صدر رد المحتار: ۱۰/۶۸-۷۰)

لیکن معاشرہ اور سماج میں قرض دینے والے کے پیش نظر قرض کی واپسی کے ساتھ ساتھ رہن سے بھی فائدہ اٹھانا ہوتا ہے، ورنہ اگر یہ نہ ہو تو کوئی آدمی قرض دینے کے لئے تیار نہیں ہوگا، گویا مجموعی طور پر رہن سے فائدہ حاصل کرنا شرط کے درجہ میں ہوتا ہے اور اس طرح معاملہ کرنا جائز نہیں ہے، کیوں کہ یہ قرض سے فائدہ حاصل کرنا ہے اور قرض سے مشروط انتفاع ربا اور سود ہے جس کی حرمت نص قطعی سے ثابت ہے: ’’اَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰو‘‘ (البقرة: ۲۷۵)

حدیث پاک میں ایسے آدمی (جس پر کسی طرح کا کوئی مالی حق ہو) سے ایک تنکا یا ایک گھاس بھی ہدیہ میں لینے کو سود کہا گیا ہے اور اس سے بچنے کی تاکید کی گئی ہے، جیسا کہ صحیح بخاری کی روایت ہے حضرت ابو بردہ سے حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے کہا: تمہارا قیام ایک ایسے ملک میں ہے جہاں سودی معاملات بہت عام ہیں، اگر تمہارا کسی شخص پر کوئی حق ہو اور پھر وہ تمہیں ایک تنکے یا جو کے ایک دانے یا ایک گھاس کے برابر بھی ہدیہ دے تو اسے قبول نہ کرنا کیوں کہ وہ بھی سود ہے: ’’عن سعيد بن ابى برده عن ابيه، اتيت المدينة فلقيت عبدالله بن سلام رضى الله عنه فقال: الا تجيء فاطعمك سويقا وتمرا وتدخل فى بيت ثم قال انك بارض الربا بها فاش، اذا كان لك علىٰ رجل حق فأهدى اليك حمل تبن أو حمل شعير أو حمل قت فلا تأخذه فانه ربا‘‘ (صحیح البخاری: ۱/۵۳۸ باب مناقب عبداللہ بن سلامؓ)

حدیث پاک میں جس پر کوئی حق ہے اس سے معمولی سی چیز ہدیہ میں قبول کرنے کو سود قرار دیا گیا ہے اور یہاں تو منفعت مشروط ہے پھر یہ سود کیوں کر نہ ہوگا، چنانچہ علامہ شامی نے اس بات کی وضاحت کی ہے کہ جس قرض میں نفع کی شرط ہو وہ ربا اور سود ہے: ’’ثم رأيت فى جواهر الفتاوىٰ: اذا كان مشروطا صار قرضا فيه منفعة وهو ربا‘‘ (رد المحتار ۱۰/۸۳)

اس معاملہ میں اگر صاحب زمین قرض دینے والے کو زمین سے فائدہ حاصل کرنے کی اجازت بھی دے پھر بھی صحیح نہیں ہوگا کیوں کہ یہ اجازت سود کے حصول کے لیے ہے: ’’لا يحل له ان ينتفع بشيء منه بوجه من الوجوه وان اذن له الراهن، لانه اذن له فى الربا لانه يستوفى دينه كاملا فتبقى له المنفعة فضلا فيكون ربا، وهذا امر عظيم‘‘ (رد المحتار: ۱۰/۸۳)

فقہی سمینار کا فیصلہ ہے: قرض دہندہ کے لیے مال مرہون سے استفادہ جائز نہیں ہے، یہ غریبوں کا استحصال اور سودخوری کا ایک ذریعہ ہے، اگر قرض دہندہ مال مرہون سے فائدہ اٹھاتا ہے تو انتفاع کے بقدر رقم قرض سے منہا ہوتی جائیگی یہاں تک کہ اگر قرض کی پوری رقم کے بقدر انتفاع کرچکا ہو تو مال مرہون بغیر کسی مطالبہ کے مقروض کو واپس کرنا ہوگا۔ (جدید مسائل اور فقہ اکیڈمی کے فیصلے: ۲۹۳)

اس لیے بہتر صورت یہ ہے کہ صاحب زمین جو قرض لے رہا ہے وہ اپنی زمین قرض دینے والے کو بطور رہن دینے کے بجائے بطور اجارہ دے اور یہ طے کردے کہ آپ اس سے پیداوار حاصل کریں لیکن سالانہ ایک متعینہ رقم پندرہ ہزار، بیس ہزار جو مناسب ہو اور طے پاجائے وہ اس کا کرایہ ہوگا جسے آپ خود رکھیں گے اور اتنی رقم قرض سے منہا (کم) ہوتی جائیگی یہاں تک کہ اس کرایہ سے یا اور کچھ رقم ملا کر جب پورا قرض وصول ہوجائے تو زمین آپ ہمارے حوالہ کردیں: ’’اذا ارتهن الرجل دابة بدين على الراهن وقبضها ثم استاجرها المرتهن صحت الاجاره وبطل الرهن‘‘ (الفتاوى الخانيه علىٰ هامش الفتاوى الهنديه: ۱/۵۹۶)

دوسری صورت یہ ہے کہ نصف یا ایک تہائی کی شرط پر بٹائی پر دے دے، قرض دینے والا اس سے پیداوار حاصل کرے اور صاحب زمین کے حصہ کی پیداوار اس کو دے دے، یا خود رکھ لے اور اس کی قیمت لگا کر اتنی رقم قرض سے منہا کردے، اس طرح کا معاملہ اگر کیا جائے تو شرعا جائز ودرست ہے۔

بینک کا مال مرہون کو فروخت کرنا

س: خالد نے بینک سے زمین کے کاغذات جمع کرکے لون لیا پندرہ سال کے اندر اسکو ادا کردینا تھا لیکن پچیس سال ہوگئے اس نے لون ادا نہیں کیا، بینک والا زمین بیچ کر لون ادا کرنے کہتا ہے تو وہ زمین بھی نہیں بیچتا کیا بینک خود زمین بیچ کر لون وصول کرسکتا ہے؟

ج: بینک جب زمین کے کاغذات لے کر لون دیتا ہے تو وہ لون لینے والے سے معاہدہ کرتا ہے کہ قرض ادا نہ کرنے کی صورت میں بینک شیء مرہون یعنی اس زمین کو جس کے کاغذات جمع ہیں فروخت کرکے اپنا حق وصول کرلینے کا مجاز ہوگا، جس پر وہ دستخط بھی کرتا ہے، گویا اس نے دستخط کے ذریعہ بینک کو فروختگی کا وکیل بنادیا اور وکیل بالبیع کا فروخت کرنا شرعا جائز ودرست ہے لہٰذا بینک اس کو فروخت کرکے اپنا حق وصول کرسکتا ہے: ’’واذا وكل الراهن المرتهن او العدل أو غيرهما ببيع الرهن عند حلول الدين فالوكالة جائزة لانه توكيل ببيع ماله‘‘ (هداية: ۴/۵۳۸)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

امارت شرعیه بهار اڑیسه وجهار کهنڈ کا ترجمان

ہفتہ وار
نقیب

پھلواری شریف

جلدنمبر 62/72 شمارہ نمبر 36 مورخہ ۲۸/صفر المظفر ۱۴۴۴ھ مطابق ۲۶/ستمبر۲۰۲۲ء روزسوموار

مایوس نہ ہوں

زندگی میں مسائل، مصائب اور مشکلات آتے رہتے ہیں، ایسے میں انسان گھبرا جاتا ہے، بے چین ہو اٹھتا ہے اور اس پر مایوسی، ناامیدی اور ڈپریشن کا حملہ ہوتا ہے، یہ حملہ ان مصائب ومشکلات سے نبرد آزما ہونے کی صلاحیت کو خاصہ متاثر کرتا ہے، مصائب کچھ بھی ہو سکتے ہیں، نوکری چھوٹ جائے یا کسی قریبی عزیز کی موت کا غم، دنیا سے دل اُچاٹ ہو جاتا ہے، کبھی اپنی گرتی صحت اور دوا علاج سے فائدہ نہیں ہونے کی وجہ سے بھی آدمی اپنی زندگی سے مایوس ہو جاتا ہے، اس کے باوجود خصوصا اس وقت جو ملک کے حالات ہیں اور مسلمانوں کو جن مسائل کا سامنا ہے، اس سے مستقبل کے بارے میں مایوسی اور خوف کا غلبہ ہے، یہ مایوسی آپ کے حال اور مستقبل کو متاثر نہ کرے، اس کے لئے خود کو پُرعزم رکھنا ضروری ہے، حالات سے گھبرانے کے بجائے حالات سے مقابلہ کی قوت اپنے اندر پیدا کرنے کی ضرورت ہے، گو یہ بہت آسان نہیں ہوتا، اس کے لیے خود کو نفسیاتی طور پر تیار کرنا ہوتا ے، اور اپنی ذات سے کونسلنگ کرنی ہوتی ہے، اس کونسلنگ کا پہلا سوال یہ ہوسکتا ہے کہ فکر مند ہو کر کوئی فائدہ نہیں ہے، اس لیے کہ جو کچھ ہو چکا ہم اس کے لوٹانے پر قادر نہیں ہیں، حالاں کہ آپ ہر ممکن اس خبر کے بُرے اثرات کا سامنا کرنے کے لیے تیار ہو گیے تھے اور اس کے نتائج پر بھی آپ کی گہری نظر تھی، لیکن تدبیر کے درجہ میں آپ اس کو روکنے پر قادر نہیں تھے، اس لیے دل و دماغ میں خوف کو نہیں گھسنے دیں، بہت سارے کام خوف کی نفسیات سے بگڑ جاتے ہیں۔

ظاہر ہے فکر مند ہونا ایک فطری چیز ہے، لیکن اس فکر مندی میں بھی مایوسی کے بجائے امید کا دامن تھامے رکھیں اور اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہوں، اللہ کی رحمت سے مایوس وہی ہوتے ہیں، جو اللہ پر ایمان نہیں رکھتے، اللہ کی رحمت پر ایمان آپ کو مایوسی کے دلدل سے نکالنے میں انتہائی ممد ومعاون ہوگا، اس کے لئے ضروری ہے کہ آپ ہر حالت میں اپنے کو پُرسکون رکھیں، آپ کو پُرسکون رکھنے میں آپ کے خاندان اور قرب وجوار کے لوگوں کی بھی بڑی اہمیت ہے، ان کے تعاون سے مصیبت کی گھڑی کو سہنے اور اس کے مضر اثرات سے نکلنے کا کام آپ بڑی آسانی سے کر سکتے ہیں، جو کچھ ہو گیا اس کو یاد کر کر کے ہلکان اور جو ہونے والا ہے اس کے بارے میں سوچ کر پریشان نہ ہوں، اس لیے کہ جو کچھ آپ سوچ رہے ہیں کہ ایسا ہو جائے گا، اس کی حیثیت بسا اوقات وہم سے زیادہ نہیں ہوتی او وہ عموما وقوع پذیر نہیں ہوتا، لیکن ہمارے دل میں جو خوف بیٹھ گیا ہے وہ ہمیں کسی کام کا نہیں رکھتا، میں یہاں مکمل کنفیڈنس خود اعتمادی کی بات نہیں کرتا، کبھی اوورکنفیڈنس (overconfidece) سے بھی نقصان پہونچ جاتا ہے، اس لیے منفی احساسات وجذبات اور غیر ضروری خود اعتمادی کے درمیان ایک توازن پیدا کریں، تاکہ یہ توازن آپ کی سوچ اور خیالات کو بھی معتدل کر کے مایوسی کے منفی اثرات سے بچا سکے۔

اس کا مطلب قطعا یہ نہیں ہے کہ مایوسی کے اسباب ووجوہات کا تدارک نہ کیا جائے، اگر یہ حالات آپ کی کسی غلطی کے نتیجے میں وقوع پذیر ہوئے ہیں تو اس سے سیکھ لیں، مانیں کہ آپ سے چوک ہوئی ہے، آپ بھی انسان ہیں، اس لیے غلطی ہوئی، خیال صرف یہ رکھنا ہے کہ بعد میں اس کا اعادہ نہ ہو، ایسے موقعوں سے یہ بات بہت اہم ہے کہ اس غلطی سے آپ کس قدر سیکھتے ہیں، کسی کام میں عجلت نہ کریں، ہر کام کا آغاز دھیمی رفتار سے کریں، تاکہ پہلے مرحلہ میں ہی ناکامی سے آپ مایوسی کا شکار نہ ہوں، اسلام میں تھوڑا کام اور مسلسل کام کی اہمیت بتائی گئی ہے۔

آپ کام کریں گے تو کبھی ناکامی کا بھی سامنا کرنا پڑ سکتا ہے، ایسے میں آپ نروس نہ ہوں، گھبرائیں نہیں، یقیناً ناکامی کے اثرات آپ کے دل ودماغ پر پڑیں گے، لیکن ناکامی کے خوف سے کام کا آغاز نہ کرنا انتہائی درجہ کی بزدلی ہے، کام آپ اپنی پسند کا منتخب کریں، اس میں دل لگائیں، اس کی وجہ سے آپ خوشی محسوس کریں گے، یہ خوشی ہلکی معلوم ہوتی ہے، لیکن جب چلی جاتی ہے اور پریشانیاں آتی ہیں، تب احساس ہوتا ہے کہ ہم نے کیا کھو دیا ہے اور وہ کتنی قیمتی شئے تھی، خوشیاں حاصل کرنے کا ایک طریقہ محبت بھی ہے، نفرت کی سوداگری کے اس دور میں خوشیوں کی کاشت آپ کو مایوس ہونے سے بچا بھی لے گی اور اگر آپ مایوس ہیں تو اس کے دور کرنے میں معاون ہوگی، کسی کا بُرا نہ چاہیں اور جو آپ کا بُرا چاہتے ہیں ان کو بھی اپنے عمل سے بتائیں کہ وہ ان کے بھی خیر خواہ ہیں۔

مایوسی دور کرنے کے بہت سارے طریقے کتابوں میں درج ہیں، آپ ان کو پڑھ کر برت سکتے ہیں، لیکن برتنے کا یہ کام آپ کو خود ہی کرنا ہوگا، اپنی زندگی کو بے رس اور بے کیف نہ ہونے دیں، مصیبت اور پریشانی کے لمحات میں یاد رکھیں کہ یہ دن بھی گذر جائیں گے، آپ اپنے حالات کا دوسروں کو ذمہ دار نہ ٹھہرائیں، اس سے آپ خود احتسابی سے محروم ہو جاتے ہیں، اس لیے اپنی پریشانیوں کا ذمہ دار خود کو سمجھیں، اس سوچ کے نتیجے میں آپ کا ذہن اپنی الجھنوں کو خود ہی دور کرنے کے لیے تیار ہوگا، یہ اپنے میں بڑی بات ہے، حالات چاہے جتنے پریشان کن ہوں، ان کا سامنا کرنا آپ ہی کو ہے اور آپ اپنی صلاحیت، توانائی اور قوت سے موجودہ حالات سے نکل کر مستقبل کو مفید اور کارآمد بنا سکتے ہیں، آپ کو یقین کرنا چاہیے کہ ہر تاریک رات کے بعد روشن صبح ہوتی ہے اور مستقبل میں یہ روشن صبح آپ کی زندگی کا حصہ بننے والی ہے۔

ڈاکٹروں کی درندگی

مریض اپنے کو صحت یابی کے لیے ڈاکٹروں کے سپرد کر دیتا ہے، غلط، صحیح وہ جیسی بھی تفتیش کرے اسے مان لیتا ہے، آپریشن کی تجویز رکھے تو اسے بھی برداشت کر لیتا ہے، کیوں کہ وہ مرض سے نجات پانا چاہتا ہے، وہ سب کچھ کر گزرتا ہے، جس کی تلقین ڈاکٹر کرتا ہے، مریض کو اپنے معالج پر پورا اطمینان، اعتبار اور اعتماد ہوتا ہے۔

گذشتہ چند سالوں میں بعض پیشہ وارانہ ڈاکٹروں کے رویے اور درندگی کی وجہ سے مریض کے اس اعتبار واعتماد میں بے انتہا کمی واقع ہوئی ہے، غیر ضروری جانچ اور متعینہ لیب سے جانچ کرانے اور نامزد دواخانوں سے دوا لینے کے لیے ڈاکٹر پہلے بھی مجبور کرتے رہے ہیں؛ تاکہ انہیں اس لیبارٹری یا دوکان سے کمیشن کے نام پر اچھی خاصی رقم فراہم ہو سکے، مریض کو لوٹنے کی یہ شکل پہلے سے رائج ہے۔

لیکن اب معاملہ اس سے آگے بڑھ گیا ہے، اب ڈاکٹروں نے آپریشن کے بہانے انسانی اعضاء کی تجارت شروع کر دی ہے، کرتا ایک دو ہی ہے، لیکن بدنام پورا طبقہ ہوتا ہے، ابھی حال ہی میں ایسا ایک واقعہ متھرا پور، سکرا ضلع مظفر پور کا سامنے آیا ہے، یہاں کے ایک ڈاکٹر نے سوینتا دیوی ساکن پاتے پور ویشالی کے رحم (بچہ دانی) کے آپریشن کے دوران اس کے دونوں گردے نکال لیے، ڈاکٹر پون کمار اور ڈاکٹر آر کے سنگھ کی اس حرکت سے مریضہ جاں بلب ہو گئی اور اسے پٹنہ کے آئی جی ایم ایس میں ڈائلاسس پر رکھا گیا ہے، محکمہ نے ڈاکٹروں کی اسناد اور نرسنگ ہوم رجسٹریشن کی جانچ شروع کر دی ہے، جانچ کے بعد اگر ڈاکٹر کو سزا بھی ہو جائے تو کیا مریضہ کی زندگی واپس ہو پائے گی، یہ اکلوتا واقعہ نہیں ہے، ایسی خبریں مسلسل آتی رہتی ہیں، جب مریض ڈاکٹر کی درندگی کے نتیجے میں اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھتا ہے، یا زندگی بھر کے لیے معذور اور مفلوج ہو رہا ہے، جھولا چھاپ ڈاکٹروں کا ذکر ہی کیا، سند یافتہ ڈاکٹر بھی اس شرمناک واقعہ کو انجام دے رہے ہیں، اور مریضوں کی زندگی سے کھلواڑ کر کے ان کے اعضاء کی فروختگی سے موٹی رقمیں بنا رہے ہیں، ایسے ڈاکٹروں کو سخت اور عبرتناک سزا دینی چاہیے، تاکہ اس قسم کی درندگی کا سد باب ہو سکے۔

آثار قدیمہ کی تباہی

آثار قدیمہ ہمارا سرمایہ اور ماضی کی تاریخ کا آئینہ ہے، انگلینڈ، امریکہ، متحدہ عرب امارات میں اسے اسی پس منظر میں دیکھا جاتا رہا ہے، آج بھی وہاں ان مکانوں کو جس سے تاریخی واقعات ومعاملات وابستہ ہیں، محفوظ رکھنے کی بے پناہ کوشش کی جاتی ہے، بعض عمارتوں میں ماضی کو اس طرح منقش کیا گیا ہے کہ اختتام تک پہونچتے پہونچتے آپ وہاں کی پوری تاریخ سے واقف ہو جاتے ہیں، یہی وہ احساسات تھے جس کے نتیجے میں ہندوستان میں بھی آثار قدیمہ کے طور پر بعض عمارتوں کو رجسٹرڈ کیا گیا تھا، اور ان کی حفاظت اور رکھ رکھاؤ کی ساری ذمہ داری مرکزی حکومت کی تھی ان عمارتوں میں جزوی تبدیلی کی اجازت بھی نہیں ہوا کرتی تھی؛ کیوں کہ اس سے ملک کی تاریخ اور اہم واقعات وابستہ تھے، بعض عمارتوں کو آثار قدیمہ کی حیثیت سے رجسٹرڈ نہیں کیا گیا تھا، لیکن عوام کی نگاہ میں ان کی حیثیت آثار قدیمہ کی ہی تھی۔

پھر بھاجپا کی حکومت آئی، اس کی سوچ کے اعتبار سے آثار قدیمہ غلامی کی علامت ہیں، اس لیے ان کو بدل دینا چاہیے، چنانچہ بابری مسجد شہید کر دی گئی اور اس جگہ کو عدالت نے دوسروں کے حوالہ کر دیا اور اب وہاں رام مندر زیر تعمیر ہے، گیان واپی مسجد، متھرا، ہبلی اور بنگلور کی عیدگاہ کو ختم کرنے کی مہم چل رہی ہے اور گیان واپی مسجد کے معاملہ کی سماعت کی اجازت مقامی کورٹ سے مل چکی ہے جو مذہبی عبادت گاہ ایکٹ ۱۹۹۱ء کے خلاف ہے، آثار قدیمہ کی تباہی کی طرف یہ بھی بڑھتا ہوا قدم ہے۔

وزیر اعظم نریندر مودی نے ''سودیشی'' ملکی کے نام پر پارلیامنٹ، انڈیا گیٹ اور راج پتھ کو بھی بدل کر رکھ دیا ہے، امر جیوتی انڈیا گیٹ سے ہٹائی جا چکی ہے اور اسے وار ہاؤس منتقل کر دیا گیا ہے، وہاں پر نیتاجی سوبھاش چندر بوس کی مورتی لگائی گئی ہے، یقیناً نیتاجی کی خدمات آزادی کی جدوجہد میں اہم رہی ہے، آزاد ہند فوج نے آزادی کے لیے مزاحمت کا راستہ اپنایا اور اس کے اثرات بھی سامنے آئے، لیکن ہندوستان کی آزادی میں عدم تشدد کا رول زیادہ اہم رہا ہے، اسی لیے مہاتما گاندھی کو باپو اور ''راشٹر پتا'' کا خطاب دیا گیا تھا، نیتاجی کی ساری قدر ومنزلت کے باوجود ہندوستان کو اہنسا اور عدم تشدد ہی راس آتا رہا ہے، اس لیے اگر وہاں پر کوئی مورتی نصب کرنی تھی تو گاندھی جی کی ہونی چاہیے تھی، کیوں کہ گاندھیائی اصول کا یہاں کی سیاست میں اہم رول رہا ہے، اور یہاں کی جمہوریت میں عدم تشدد کی جڑیں بہت گہری رہی ہیں۔

نیتاجی سبھاش چندر بوس کی شبیہ، مزاحمت اور طاقت کے بل پر آزادی حاصل کرنے کی رہی ہے، یہ دونوں متضاد نظریے ہیں، نیتاجی کو انڈیا گیٹ پر نصب کر کے شاید مودی جی یہ پیغام دینا چاہتے ہیں کہ اب عدم تشدد نہیں، تشدد، لڑائی جھگڑے اور طاقت کے ذریعہ کام کیا جائے گا، اور جو لوگ اس ملک میں ہندوتوا کے خلاف ہیں، ان پر یہ حربے آزمائے جائیں گے، جس کا آغاز ماب لنچنگ سے ہو چکا ہے۔

پارلیامنٹ بھی آثار قدیمہ ہی کا ایک حصہ تھا، گو اس کا اندراج اس حیثیت سے تھا یا نہیں، مجھے معلوم نہیں؛ لیکن اب اس کی جگہ عظیم اور مرکزی وستا کی تعمیر ہو رہی ہے، جو پارلیامنٹ کی جگہ لے لیگی، ایک ایسے ملک میں جہاں بے روزگاری اور فاقہ کشی عام ہے، لاکھوں کروڑ روپے اس عمارت کی تعمیر پر صرف کرنے کا جواز نہیں سمجھ میں آتا، اس پر جو ہندوستان کی نشانی اشوک استمبھ پر چار شیر ہیں ان کی خاموش اور عدم تشدد کی تصویر؛ بلکہ مورتی کو منہہ کھول کر تشدد پر آمادہ بنا دیا گیا ہے، یہ آثار قدیمہ میں ایسی تبدیلی ہے جس کی مخالفت ہوتی رہی ہے، لیکن مقصد اپنے نظریہ کی تشہیر اور کتبوں پر اپنا نام درج کرانا ہو تو دوسرے نظریات کو زیر زمین دفن کرنے کے لیے منطقی جواز ڈھونڈھ لینا کچھ مشکل نہیں ہوگا۔

اسی وجہ سے راجیہ پتھ کو کرتویہ پتھ کر دیا گیا ہے، راجیہ پتھ تو سودیشی ہی لفظ تھا، جب راج بھون ہو سکتا ہے تو راجیہ پتھ میں کیا بُرائی تھی، لیکن بدلنے کی ایک سوچ ہے اور یہ سارے کام اسی سوچ کے نتیجے میں انجام پا رہے ہیں۔

اگر آثار قدیمہ کے ساتھ کھلواڑ اور ان کو تباہ کرنے کی یہ مہم چلتی رہی تو قدیم مساجد، تعلیمی ادارے، تاریخی عمارتیں، سبھی اس کی زد میں آئیں گی، اور پہلے بلڈوزر ان عمارتوں پر چلے گا، جو مسلم دور کی یادگار ہیں، بہار حکومت بھی اس راہ پر چلنا چاہتی ہے، سلطان پیلیس کے انہدام کی تجویز اسی مہم کا ایک حصہ ہے، پٹنہ شہر میں وہ اکلوتی عمارت ہے جو مسلم تہذیب وثقافت کی آئینہ دار ہے اور اس لائق ہے کہ اس میں یونیورسیٹی سطح کا کوئی تعلیمی ادارہ کھولا جائے، مولانا مظہر الحق عربی فارسی یونیورسیٹی کو ہی دیدیا جاتا تو ایک بات ہوتی، پہلے اسے ٹرانسپورٹ بسوں کا دفتر بنایا گیا، اور اب اس کو توڑ کر ہوٹل بنانے کی تجویز زیر غور ہے۔ یہ تاریخی عمارتیں اور آثار قدیمہ کے طور پر جانے والی چیزیں ختم ہو گئیں تو ایک عہد کی تاریخ گم ہو جائے گی جو تہذیبی، تاریخی اور ثقافتی اعتبار سے بڑا ملکی نقصان ہوگا۔

یادوں کے چراغ

مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

حضرت مولانا عبد الصمد رحمانی رح

نامور فقیہ، بہترین محقق، اچھے استاذ مولانا ابوالمحاسن محمد سجادؒ کے شاگرد رشید امیر شریعت رابع حضرت مولانا منت اللہ رحمانی کے استاذ گرامی قدر، جامعہ رحمانی مونگیر کے سابق استاذ، امارت شرعیہ کے سابق مفتی و ناظم، جمعیت علماء بہار کے ناظم، مسلم انڈپنڈنٹ پارٹی کے جنرل سکریٹری اور نائب امیر شریعت ثانی حضرت مولانا عبد الصمد رحمانیؒ نے 4 مئی 1973ء مطابق 10 ربیع الثانی 1393ھ کو اس دنیا کو الوداع کہا، چوں کہ وفات خانقاہ رحمانی میں ہوئی تھی اس لیے وہیں خانقاہ رحمانی کے قبرستان رحمانی مخصوص پور میں تدفین عمل میں آئی۔

مولانا کی ولادت بازید پور قصبہ باڑھ ضلع پٹنہ میں ہوئی، ابتدائی تعلیم گھر میں حاصل کرنے کے بعد عربی کی ابتدائی کتابیں ہدایۃ النحو تک مولانا حکیم محمد صدیق صاحب باڑھ سے پڑھیں، آگے کی تعلیم کے لئے 1327ھ میں جامع العلوم ٹکاپور کان پور پہونچے اور مختصر عرصہ کے بعد مدرسہ سبحانیہ الہٰ آباد یوپی چلے گئے، جہاں ابوالمحاسن مولانا محمد سجادؒ کی صحبت انہیں میسر آئی آپ کی شاگردی نے مولانا کو فقہ، تفسیر وغیرہ میں ممتاز بنا دیا، علوم عقلیہ کے حصول کی غرض سے مولانا غور غمشی پشاور تشریف لے گئے اور اس فن میں بھی طاق ہوئے۔

علوم متداولہ کی تکمیل کے بعد اصلاح باطن کی غرض سے مولانا نے اپنے کو قطب عالم حضرت مولانا محمد علی مونگیریؒ سے منسلک کر لیا اور فِرَقِ باطلہ قادیانیت، آریہ سماجی اور عیسائی مشنیریوں کے خلاف ان کے دست و باز بن گئے، جس کی وجہ سے ان فتنوں کا زور کم ہوا اور پورے علاقہ کو ان فتنوں سے نجات ملی۔

حضرت مولانا محمد علی مونگیریؒ کے وصال کے بعد مولانا ابوالمحاسن محمد سجادؒ کی دعوت پر پھلواری شریف تشریف لے آئے، امارت شرعیہ اس وقت اپنے قیام کے چھ سال مکمل کر چکا تھا، مولانا محمد سجادؒ امارت شرعیہ کے پیغام کو عام کرنے کے لئے سفر پر رہتے تھے، ایسے میں ضرورت دفتر کے نگراں کی تھی، مولانا محمد سجادؒ نے اپنے قابل اور انتہائی معتمد شاگرد کو امارت شرعیہ کا نگراں مقرر کر دیا یہ کل وقتی کام تھا چنانچہ مولانا نے اپنی پوری صلاحیت امارت شرعیہ کی علمی و فقہی بنیادوں کو مضبوط کرنے میں لگا دیا، امارت شرعیہ کے کتابوں کی ترتیب اور اس کو عام مسلمانوں تک پہونچانا، نقباء امارت شرعیہ کو ان کی ذمہ داریوں سے آگاہ کرنا اور تنظیم کی اہمیت کو سمجھانا ان کی خدمات کے جلی عنوان ہیں، انہوں نے امارت شرعیہ کی تاریخ بھی لکھی۔ تنظیمی دورے بھی کیے اور امارت شرعیہ کو ہر سطح پر مضبوط کرنے میں اپنی ذمہ داری نبھائی۔

بانی امارت شرعیہ اپنے عہدہ کے اعتبار سے نائب امیر شریعت تھے، ان کے انتقال کے چار سال کے بعد 8 ربیع الثانی 1364ھ یوم جمعہ کو امیر شریعت ثانی حضرت مولانا سید شاہ محی الدین قادریؒ نے انہیں نائب امیر شریعت ثانی نامزد کر دیا، آپ نے پورے تنتیس (33) سال اس منصب پر کام کیا، جس میں زیادہ ماہ و سال حضرت امیر شریعت رابع کا دور امارت ہے، مولانا مرحوم کی تواضع اور انکساری کا یہ عملی ثبوت ہے کہ انہوں نے ایک طویل مدت تک اپنے شاگردوں کی امارت میں کام کیا اور سنیر، جونیر کا ہلکا سا احساس بھی کبھی ان کے اندر نہیں پیدا ہوا، آج کے دور میں یہ چیز قابل تقلید بھی اور لائق ستائش بھی۔

مولانا کو اللہ رب العزت نے تحقیق، تصنیف اور تالیف کا بہترین ملکہ عطا فرمایا تھا ان کی کتاب الفسخ والتفریق، آداب قضا، تیسیر القرآن، قرآن محکم، وید کا بھید، اسلام میں عورت کا مقام، آریوں کا خوفناک ایشور، مسئلہ امارت اور ہندوستان، کتاب العشر والزکوٰۃ، پیغمبر عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا عالمگیر پیغام، فاطمہ کا چاند وغیرہ خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

مولانا کی سسرال مانڈر موجودہ ضلع کھگڑیا تھی، چنانچہ مولانا باڑھ سے نقل مکانی کر کے مانڈر میں جا بسے، یہاں آپ کا بڑا قیمتی کتب خانہ تھا، زمانہ کے دست برد سے جو محفوظ نہیں رکھ سکا۔

مولانا ایک کثیر المطالعہ شخص تھے، اسلام کے اجتماعی نظام کی حقیقت و افادیت اپنی تفصیلات و جزئیات کے ساتھ حضرت کے ذہن و دماغ میں اس طرح منکشف ہوگئی تھی کہ انہوں نے امارت شرعیہ پر جتنے اعتراضات کیے گئے سب کا علمی جواب تحریر کیا اور لوگ ان کی تحریروں سے مطمئن ہوئے، وہ فقہ حنفی کے مسائل اور اس کے اصول و جزئیات پر بھی گہری نظر رکھتے تھے، ان کا علمی مقام بہت بلند تھا، لیکن مولانا کی کسر نفسی اور تواضع کی وجہ سے مخصوص حلقوں تک ہی ان کی علمی عبقریت کا ڈنکا بجتا رہا، ہندوستان نے ان کی علمی عظمت کو ان کی وفات کے بعد پہچانا، جب ان کے کئی مسودات چھپ کر منظر عام پر آئے۔

مولانا کے وصال کو عرصہ ہوا، لیکن علمی دنیا اور خود امارت شرعیہ ان کے احسانات و خدمات کو فراموش نہیں کر سکتی، اللہ رب العزت ان کے درجات بلند کرے اور جنت الفردوس میں جگہ دے رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ۔

کتابوں کی دنیا

ایڈیٹر کے قلم سے

آزادی کے بعد بہار کے اردو ادبی رسائل

ڈاکٹر محمد عطا حسین انصاری (ولادت یکم نومبر 1982) بن عابد حسین ساکن برھولیا، دربھنگہ، انتظامی افسر (اردو) بہار قانون ساز کونسل پٹنہ، بہترین ادیب، اچھے محقق، خوش گو شاعر اور بڑے نقاد کی حیثیت سے مشہور و متعارف ہیں، کشاکش حیات اور کار جہاں کی درازی کے باوجود وہ لکھنے کے لیے وقت نکالتے ہیں اور تحقیق کے موتی نکال کر تشنگان علم و ادب کی خدمت میں پیش کرتے رہتے ہیں، وہ اپنے اصلی نام سے کم اور قلمی نام سے زیادہ جانے جاتے ہیں، جو دو ناموں کے جزء اول سے مرکب ہے، عطا ان کے نام کا جزء اول ہے اور عابد ان کے والد محترم کے نام کا، اس طرح وہ علمی ادبی دنیا میں عطا عابدی کے نام سے جانے جاتے ہیں، اصلی نام صرف سروس بک میں استعمال ہوتا ہے اور بس، ان کی مطبوعہ کتابیں جن میں شاعری، تنقید و تحقیق، تبصرے، کہانیاں و ترتیب سب شامل ہیں سترہ (17) ہیں اور نو (9) کتابیں جن میں شاعری، تنقید، شخصی تاثرات اور انٹرویوز ہیں آج بھی منتظر طباعت ہیں۔ بیس (20) کے قریب اعزازات و انعامات حاصل کر چکے ہیں، ایک درجن سے زائد جرائد و رسائل سے صحافتی وابستگی رہی ہے۔

''آزادی کے بعد بہار کے اردو ادبی رسائل'' موصوف کی پی ایچ ڈی کا تحقیقی مقالہ ہے، جسے انہوں نے نظر ثانی اور کافی اضافہ کے ساتھ اردو ڈائرکٹوریٹ حکومت بہار کے مالی تعاون سے شائع کرایا ہے، تین سو بیس (320) صفحات کی اس کتاب کا پبلشر ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس ہے، جو ادیبوں کی پہلی پسند ہے، معیاری طباعت اور دیدہ زیب گیٹ اپ کے ساتھ یہاں چھپوانے کا ایک فائدہ مارکٹنگ کا بھی ہے، وہاں طبع کرانے سے کتاب ملک و بیرون ملک تک پہونچ جاتی ہے، طلب زیادہ ہو تو ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس بغیر علم میں لائے کئی ایڈیشن نکالنے سے بھی گریز نہیں کرتا۔ آپ کو خبر ہونے پر دوبارہ کچھ نسخے آپ تک بھی پہونچ سکتے ہیں، یہ میری تحقیق نہیں، ان لوگوں کی بات ہے جو ان سے معاملات کرتے ہیں، میرے جیسے معتکف آدمی کو ان چیزوں کی ہوا کیسے لگ سکتی ہے۔

کتاب کا انتساب مجاز نوری اور ڈاکٹر حسن رضا رضوی کے نام ہے، جو علی الترتیب عطا عابدی کی ادبی صحافت کے اولین محرک اور اولین صحافتی ہم سفر رہے ہیں، عطا عابدی نے اس کتاب کا انتساب دونوں احباب کے نام کر کے ان سے قیمتی تعلقات کا اظہار بھی کیا ہے اور اعلان بھی، کتاب کا آغاز ''رسائل کا شناخت نامہ'' سے ہوتا ہے یہ مرحوم پروفیسر مناظر عاشق ہرگانوی کی تحریر ہے، جو عطا عابدی صاحب کے پی ایچ ڈی مقالہ کے ممتحن بھی تھے، ڈاکٹر سید احمد قادری کے ''قابل قدر کارنامہ'' اور ڈاکٹر محسن رضا رضوی کے ''صحافتی تحقیقی شعور کا آئینہ'' کے بعد مسلسل تین مضامین، ''یہ کتاب''، ''اردو ادبی رسائل: نقوش و نکات''، ''اردو ادبی رسائل: ایک تعارف ایک مطالعہ''، مصنف کے قلم سے ہے۔

پروفیسر مناظر عاشق ہرگانوی نے لکھا ہے کہ ''انہوں نے جیسا منظر نامہ سمیٹا ہے ایسی آفاقیت دوسری کتاب میں نہیں ملتی۔ آزادی کے بعد بہار کے حوالے سے صحافتی ذات، شخصیت، موجودگی اور فن سبھی کچھ اس کتاب میں موجود ہے''، ڈاکٹر سید احمد قادری اپنے مضمون بعنوان ''قابل قدر کارنامہ'' میں لکھتے ہیں: ''اس خشک موضوع کو ڈاکٹر عطا عابدی نے اپنے منفرد و تخلیقی لب و لہجہ اور خوبصورت اسلوب میں اس طرح پیش کیا ہے کہ اس موضوع سے دلچسپی رکھنے والا مطالعہ کے دوران متاثر ہوئے بغیر نہیں رہتا ہے'' ڈاکٹر محسن رضا رضوی لکھتے ہیں: ''آزادی کے بعد بہار کے اردو ادبی رسائل عطا عابدی کی تازہ ترین تحقیقی کتاب ہے، جسے تخلیقی تحقیق کے زمرے میں بھی رکھا جا سکتا ہے، عرق ریزی، جاں فشانی اور سلیقہ مندی سے انہوں نے اپنے تحقیقی مطالعہ کو صفحۂ قرطاس پر پیش کیا ہے''۔

(تبصرہ کے لئے کتابوں کے دو نسخے آنے ضروری ہیں)

رسائل کے تعارف میں عطا عابدی کا جو طریقۂ کار رہا ہے اس کے بارے میں لکھتے ہیں: ''رسالوں کے تعارف و تذکرے کسی خاصی فریم کے تحت نہیں لکھے گئے ہیں، معلومات و حالات کے مطابق الگ الگ رسالوں کے تذکرے الگ الگ نوعیت و ہیئت کے حامل ہیں۔'' مصنف نے آزادی کے بعد سے 2019 تک نکلنے والے رسائل، جرائد، مجلّات، سوینیر اور گلدستہ کا احاطہ کیا ہے جس کی تعداد دو سو بائیس (222) ہے۔ قابل ذکر بات یہ ہے کہ رسائل وغیرہ کا تعارف سنہ وار کرایا ہے، یہ خود بڑا تحقیقی کام ہے۔ 1947 کے ''نئی کرن'' دربھنگہ سے اس کا آغاز ہوتا ہے اور 2019 کے ''اردو اسٹڈیز'' چھپرہ پر جا کر مکمل ہوتا ہے، اس کے بعد مصنف نے خود ہی تعارف و تعلق کے حوالہ سے اپنا جامع ''من کہ'' پیش کیا ہے، ایک صفحہ یادداشت کے لیے سادہ بھی موجود ہے کہ پڑھتے وقت کوئی بات یاد آ جائے یا آپ یاد رکھنا چاہتے ہوں تو اسے وہاں درج کر دیں۔

کتاب میں نمبر شمار چھ (6) پر کہکشاں رسالہ کا ذکر ہے، جس کے ساتھ مقام اشاعت ''جروعہ'' لکھا گیا ہے، حالاں کہ یہ جروہہ (ہا کے ساتھ) ہے، گو پروف کی اغلاط اس کتاب میں نہیں کے برابر ہے، ایک دو غلطیاں قابل ذکر نہیں ہوتیں، لیکن مقام کی تصحیح اس لیے کر دی گئی کہ قاری خلجان میں مبتلا نہ ہو۔

کتاب کا وہ حصہ جو اردو ادبی رسائل: نقوش و نکات کے عنوان سے ہے انتہائی اہم ہے، یہ پینسٹھ (65) صفحات پر پھیلا ہوا ہے اور کہنا چاہیے کہ پوری کتاب کا خلاصہ اور نچوڑ اس مقالہ میں آ گیا ہے۔ عطا عابدی صاحب کا اسلوب نگارش اور صاف، شستہ تحریر کا جوبن اس مقالہ میں شباب پر ہے۔

مبلغ پانچ سو روپے دے کر یہ کتاب بک امپوریم، اردو بازار سبزی باغ پٹنہ، ناولٹی بکس قلعہ گھاٹ دربھنگہ اور مکتبہ افکار، محلّہ فقیرا خاں (اردو بازار دربھنگہ) سے حاصل کر سکتے ہیں، بک سیلر رعایت کر دے تو آپ کی قسمت۔

حکایات اہل دل

مولانا رضوان احمد ندوی

جنت کے اندر بازار: ایک روایت میں آتا ہے کہ حضرت سعید بن مسیّبؒ جو بڑے درجے کے تابعین میں سے ہیں اور بڑے اولیاء اللہ میں سے ہیں، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے شاگرد ہیں، وہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں اپنے استاد حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ جمعہ کے دن کسی بازار میں چلا گیا، ان کو کوئی چیز خریدنی تھی، چنانچہ بازار جا کر وہ چیز خرید لی۔ جب بازار سے واپس لوٹنے لگے تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا اے سعد! میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالی مجھے اور تمہیں دونوں کو جنت کے بازار میں جمع کردے۔ حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی شان دیکھئے کہ وہ ہر آن اور ہر لمحے آخرت کی کوئی نہ کوئی بات ادنی سی مناسب سے نکال کر اس کے دھیان کو اور اس کے ذکر کو تازہ کرتے رہتے تھے۔ تاکہ دنیا کی مشغولیات انسان کو اس طرح اپنے اندر مشغول نہ کردیں کہ انسان آخرت کو بھول جائے۔ لہذا دنیا کا کام کر رہے ہیں، بازار میں خریداری کر رہے ہیں، اور خریداری کے دوران شاگرد کے سامنے یہ دعا کردی۔ حضرت سعید بن مسیّب فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کیا جنت میں بھی بازار ہوں گے؟ اس لیے کہ ہم نے سنا ہے کہ جنت میں ہر چیز مفت ملے گی۔ اور بازار میں خرید وفروخت ہوتی ہے۔ جواب میں حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا کہ وہاں پر بھی بازار ہوں گے۔ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ ہر جمعہ کے دن جنت میں اہل جنت کے لیے بازار لگا کرے گا۔ پھر اس کی تفصیل حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بیان فرمائی ہے کہ جب اہل جنت، جنت میں چلے جائیں گے اور سب لوگ اپنے اپنے ٹھکانوں پر پہنچ جائیں گے، اور خوب عیش وآرام سے زندگی گزار رہے ہوں گے اور وہاں ان کو اتنی نعمتیں دی جائیں گی کہ وہاں سے کہیں اور جانے کا تصور بھی نہیں کریں گے۔ تو اچانک یہ اعلان ہوگا کہ تمام اہل جنت کو دعوت دی جاتی ہے کہ وہ اپنے اپنے ٹھکانوں سے باہر آجائیں۔ اور ایک بازار کی طرف چلیں۔ چنانچہ اہل جنت اپنے اپنے ٹھکانوں سے باہر نکلیں گے اور بازار کی طرف چل پڑیں گے۔ وہاں جا کر ایک ایسا بازار دیکھیں گے جس میں ایسی عجیب وغریب اشیاء نظر آئیں گی جو اہل جنت نے اس سے پہلے کبھی دیکھی نہیں ہوں گی، اور ان اشیاء سے دکانیں سجی ہوں گی لیکن خرید وفروخت نہیں ہوگی، بلکہ یہ اعلان ہوگا کہ جس اہل جنت کو جو چیز پسند ہو وہ دکان سے اٹھالے اور لے جائے۔ چنانچہ اہل جنت ایک طرف سے دوسری طرف بازار میں دکانوں کے اندر عجیب وغریب اشیاء کا نظارہ کرتے ہوئے جائیں گے اور ایک سے ایک نعمت ان کو نظر آئے گی۔ اور جس اہل جنت کو جو چیز پسند آئے گی وہ اس کو اٹھا کر لے جائے گا۔ جب بازار کی خریداری ختم ہوجائے گی تو اس کے بعد اللہ تعالی کے طرف سے یہ اعلان ہوگا کہ اب سب لوگوں کا اللہ تعالی کے دربار میں ایک اجتماع ہوگا، اور یہ کہا جائے گا کہ آج وہ دن ہے کہ جب دنیا میں تم رہتے تھے تو وہاں جمعہ کا دن آیا کرتا تھا تو تم لوگ جمعہ کی نماز کے لیے اپنے گھروں سے نکل کر ایک جگہ جمع ہوا کرتے تھے، تو آج جمعہ کے اجتماع کا بدل جنت کے اس اجتماع کی صورت میں عطا فرمارہے ہیں، اور اللہ تعالی کا دربار لگا ہوا ہے، وہاں پر حاضر ہونے کی دعوت دی جارہی ہے، چنانچہ تمام اہل جنت اللہ تعالی کے اس دربار میں پہنچیں گے۔ اس دربار میں ہر شخص کے لیے پہلے سے کرسیاں لگی ہوں گی، کسی کی کرسی جواہر سے بنی ہوگی، کسی کی کرسی سونے سے بنی ہوگی، کسی کی کرسی موتیوں سے بنی ہوں گی۔ جو شخص جتنا اعلی درجے کا ہوگا اس کی کرسی اتنی ہی شاندار ہوگی، ان پر اہل جنت کو بٹھایا جائے گا۔ اور ہر شخص اپنی کرسی کو اتنا اچھا سمجھے گا کہ اس کو یہ حسرت نہیں ہوگی کہ کاش مجھے ویسی کرسی مل جاتی جیسے فلاں شخص کی کرسی ہے، کیوں کہ اس جنت کے عالم میں غم اور حسرت کا کوئی تصور نہیں ہے، اس لیے اس کو عمدہ کی خواہش ہی نہیں ہوگی۔ اور جنت میں جو سب سے کم رتبے کے لوگ ہوں گے ان کے لیے کرسیوں کے اردگرد مشک وعنبر کے ٹیلے ہوں گے، ان ٹیلوں پر ان کی نشستیں مقرر ہوں گی اس پر ان کو بٹھا دیا جائے گا، جب سب اہل جنت اپنی اپنی نشستوں پر بیٹھ جائیں گے تو اس کے دربار خداوندی کا آغاز اس طرح ہوگا کہ حضرت اسرافیل علیہ السلام (جنھوں نے قیامت کا صور پھونکا تھا) سے اللہ تعالی ایسے لحن میں اپنا کلام اور نغمہ سنوائیں گے کہ ساری دنیا کے لحن اور موسیقیاں اسکے سامنے ہیچ اور کمتر ہوں گے۔ نغمہ اور کلام سنوانے کے بعد آسمان پر بادل چھا جائیں گے جیسے گھٹا آجاتی ہے اور ایسا محسوس ہوگا کہ اب بارش ہونے والی ہے، لوگ ان بادلوں کی طرف دیکھ رہے ہوں گے۔ اتنے میں تمام اہل دربار کے اوپر مشک اور زعفران کا چھڑکاؤ ان بادلوں سے کیا جائے گا اور اس کے نتیجے میں خوشبو سے پورا دربار مہک جائے گا اور وہ خوشبو ایسی ہوگی کہ اس سے پہلے نہ کسی نے سونگھی ہوگی اور نہ اس کا تصور کیا ہوگا۔ پھر اللہ تعالی کے حکم سے ایک ہوا چلے گی اور اس ہوا کے چلنے کے نتیجے میں ہر انسان کو ایسی فرحت اور نشاط حاصل ہوگا کہ اس کی وجہ سے اس کا حسن وجمال دوبالا ہوجائے گا، اس کی صورت اور اس کا سراپا پہلے سے کہیں زیادہ حسین اور خوب صورت ہو جائے گا۔ پھر اللہ تعالی کی طرف سے جنت کا مشروب تمام حاضرین کو پلایا جائے گا۔ وہ مشروب ایسا ہوگا کہ دنیا کی مشروب سے اس کو تشبیہ نہیں دی جاسکتی۔ اس کے بعد اللہ تعالی پوچھیں گے کہ اے جنت والو! یہ بتاؤ کہ دنیا میں جو ہم نے تم سے وعدہ کئے تھے کہ تمہارے اعمال صالحہ اور ایمان کے بدلے میں ہم تمہیں فلاں فلاں نعمتیں دیں گے، کیا وہ ساری نعمتیں تمہیں مل گئیں یا کچھ نعمتیں باقی ہیں؟

تو سارے اہل جنت بیک زبان ہو کر عرض کریں گے کے یا اللہ! ان سے بڑی نعمت اور کیا ہوگی، جو آپ نے ہمیں عطا فرمادی ہیں، آپ نے تو سارے وعدے پورے فرمادیئے، ہمارے تمام اعمال کا بدلہ ہم کو مل گیا، ساری نعمتیں ہم کو عطا فرمادیں، اب اس کے بعد ہمیں کسی نعمت کی خواہش نظر نہیں آتی ساری راحتیں حاصل ہوگئیں، ساری لذتیں حاصل ہوگئیں، اب اور کیا نعمت باقی ہے؟ لیکن روایت میں آتا ہے کہ اس وقت بھی علماء کام آئیں گے، چنانچہ لوگ علماء کی طرف رجوع کریں گے کہ آپ بتائیں کہ کونسی نعمت ایسی ہے جو ابھی باقی رہ گئی ہے اور ہمیں نہیں ملی ہے؟ چنانچہ علماء بتائیں گے کہ ایک نعمت باقی ہے وہ اللہ تعالی سے مانگو وہ ہے اللہ تعالی کا دیدار۔ چنانچہ تمام اہل جنت بیک زبان ہو کر عرض کریں گے کہ یا اللہ، ایک عظیم نعمت تو ابھی باقی ہے، وہ ہے آپ کا دیدار۔ اس وقت اللہ تعالی فرمائیں گے کہ ہاں تمہاری یہ نعمت باقی ہے، اب تمہیں اس نعمت سے سرفراز کیا جاتا ہے، اس کے بعد اللہ تعالی کا دیدار ہوگا اور اللہ تعالی اپنی جلوہ تمام اہل جنت کو دکھائیں گے۔ اور اس جلوہ کو دیکھنے کے بعد ہر اہل جنت یہ محسوس کرے گا کہ ساری نعمتیں جو اس سے پہلے دی گئی تھیں وہ اس عظیم نعمت کے آگے، ہیچ در ہیچ ہیں، اس سے بڑی نعمت کوئی اور نہیں ہوسکتی۔ دیدار کی نعمت سے سرفراز ہونے کے بعد اس دربار کا اختتام ہوگا۔ اور پھر تمام اہل جنت اپنے ٹھکانوں کی طرف واپس چلے جائیں گے۔

جب وہ اہل جنت اپنے ٹھکانوں پر واپس پہنچیں گے، تو ان کی بیویاں اور حوریں ان سے کہیں گی کہ آج کیا بات ہوئی کہ آج تمہارا حسن وجمال پہلے سے کہیں زیادہ ہوچکا ہے۔ آج تو تم بہت حسین وجمیل بن کر لوٹے ہو۔ جواب میں اہل جنت اپنی بیویوں سے کہیں گے کہ ہم تمہیں جس حالت میں چھوڑ کر گئے تھے، تم اس سے کہیں حسین وجمیل اور خوبصورت نظر آرہی ہو، حدیث شریف میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ دونوں کے حسن وجمال میں اضافہ اس خوشگوار ہوا کی بدولت ہوگا جو اللہ تعالیٰ نے چلائی تھی۔ بہر حال، یہ جنت میں جمعہ کے دن کے اجتماع اور دربار خداوندی کی ایک چھوٹی سی منظر کشی ہے، جو اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے اپنے نیک بندوں کی عطا فرمائیں گے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو بھی اس کا کچھ عطا فرمادے۔ آمین (خطبات، ج:۹)

صحابہ کے زمانے میں تنگ عیشی: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اس زمانے ہمارا یہ حال تھا کہ ایک مرتبہ ہمارے گھر میں چھینٹ کا کپڑا کہیں سے تحفے میں آگیا، یہ ایک خاص قسم کا نقش ونگار والا سوتی کپڑا تھا اور کوئی بہت زیادہ قیمتی کپڑا نہیں تھا، لیکن پورے مدینہ منورہ میں جب بھی کسی کی شادی ہوتی اور کسی عورت کو دلہن بنایا جاتا تو اس وقت میرے پاس یہ فرمائش آتی کہ وہ چھینٹ کا کپڑا عاریۃً ہمیں دے دیں، تاکہ ہم اپنی دلہن کو پہنائیں، چنانچہ شادیوں کے موقعہ پر وہ کپڑا دلہنوں کو پہنایا جاتا تھا... بعد میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی تھیں کہ آج اس جیسے بہت سے کپڑے بازاروں میں فروخت ہورہے ہیں اور وہی کپڑا آج میں اپنی باندی کو بھی دیتی ہوں تو وہ بھی ناک منہ چڑھاتی ہے کہ میں تو یہ کپڑا نہیں پہنتی، اس سے اندازہ لگائیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں کتنی تنگ عیشی تھی اور اب کتنی فراوانی ہے (واقعات جن سے میں متاثر ہوا)۔

حضرت گنگوہیؒ اور تواضع: حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہیؒ، انہیں ان کے تفقہ کے مقام بلند کی بناء پر حضرت مولانا قاسم نانوتویؒ نے ''ابوحنیفہ عصر'' کا لقب دیا تھا اور وہ اپنے عہد میں اسی لقب سے معروف تھے، حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ جیسے بلند پایہ محقق جو علامہ شامیؒ کو ''فقیہ النفس'' کا مرتبہ دینے کے لئے تیار نہ تھے، حضرت گنگوہیؒ کو ''فقیہ النفس'' فرمایا کرتے تھے، ان کے بارے میں حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ واقعہ سناتے ہیں کہ: ''حضرت مولانا گنگوہیؒ ایک مرتبہ حدیث کا سبق پڑھا رہے تھے کہ بارش ہونے لگی، سب طلباء کتابیں لے لے کر اندر کو بھاگے مگر مولانا سب طلباء کی جوتیاں جمع کررہے تھے کہ اٹھا کر لے چلیں، لوگوں نے یہ دیکھی تو کٹ گئے۔ (اکابر دیوبند کیا تھے، ص:۸۹)

تعلق توڑنا آسان ہے جوڑ نا مشکل: حضرت مولانا مفتی تقی عثمانی صاحب فرماتے ہیں کہ والد ماجد حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے اہل تعلقات میں ایک صاحب تھے، ویسے تو وہ بڑے نیک آدمی تھے لیکن بعض لوگوں کو اعتراض کرنے کی طبیعت ہوتی ہے، وہ جب بھی کسی سے ملیں گے تو اس پر کوئی نہ کوئی اعتراض کردیں گے اور کوئی طعنہ ماردیں گے، کوئی شکایت کردیں گے۔ بعض لوگوں کا ایسا مزاج ہوتا ہے۔ ان صاحب کا بھی ایسا ہی مزاج تھا، چنانچہ لوگ اس معاملے میں ان سے پریشان رہتے تھے۔ ایک مرتبہ انھوں نے اپنی اس عادت کے مطابق خود میرے ساتھ ایسی بات کی کہ وہ میری برداشت سے باہر ہوگئی، وہ بات میرے لیے ناقابل برداشت تھی۔ اس وقت تو میں اس بات کو پی گیا۔ میرے دماغ میں اس وقت یہ بات آئی کہ یہ صاحب کچھ اپنے مرتبے اور کچھ اپنے مال ودولت کے گھمنڈ میں دوسروں کو حقیر سمجھتے ہیں اور اسی وجہ سے انھوں نے مجھ سے ایسی بات کی ہے۔ چنانچہ گھر واپس آکر میں نے ایک تیز خط لکھا اور اس خط میں یہ بات بھی لکھ دی کہ آپ کے مزاج میں یہ بات ہے، جس کے نتیجے میں لوگوں کو آپ سے شکایتیں رہتی ہیں۔ اور اب آج آپ نے میرے ساتھ جو رویہ اختیار کیا، وہ میرے لیے ناقابل برداشت ہے، اس لیے اب آئندہ میں آپ سے تعلق نہیں رکھنا چاہتا۔

لیکن چونکہ الحمدللہ میری عادت یہ تھی کہ جب بھی کوئی ایسی بات سامنے آتی تو حضرت والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ضرور پیش کردیتا تھا، چنانچہ وہ خط لکھ کر حضرت والد صاحب قدس اللہ سرہ کی خدمت میں پیش کیا اور ان کو سارا قصہ بھی سنایا کہ یہ بات ہوئی اور انھوں نے یہ رویہ اختیار کیا۔ اور اب یہ بات میری برداشت سے باہر ہوگئی ہے۔ چونکہ اس وقت میری طبیعت میں ہیجان اور اشتعال تھا، اس لیے والد صاحب نے اس وقت تو وہ خط لے کر رکھ لیا اور فرمایا کہ اچھا پھر کسی وقت بات کریں گے۔ یہ کہہ کر ٹلا دیا۔ جب پورا ایک دن گزر گیا تو حضرت والد صاحب نے مجھے بلایا اور فرمایا کہ تمہارا خط رکھا ہوا ہے اور میں نے پڑھ لیا ہے، اس خط سے تمہارا کیا مقصد ہے؟ میں نے کہا کہ میرا مقصد یہ ہے کہ اب یہ خط ان کو بھیج کر تعلقات ختم کردیں۔ اس وقت حضرت والد صاحب نے ایک جملہ ارشاد فرمایا کہ کسی سے تعلق توڑنا ایسا کام ہے کہ جب چاہو کرلو، اس میں کسی کے انتظار کی یا وقت کی ضرورت نہیں، اس میں کوئی لمبا چوڑا کام نہیں کرنا پڑتا۔ لیکن تعلق جوڑنا ایسا کام ہے جو ہر وقت نہیں کیا جاسکتا لہذا تمھیں اس کی جلدی کیا ہے کہ یہ خط ابھی بھیجنا ہے؟ ابھی کچھ دن اور انتظار کرلو اور دیکھ لو، البتہ ان سے ملنے کا دل نہیں چاہتا تو ان کے پاس مت جاؤ، لیکن اس طرح خط اگر لکھ کر باقاعدہ قطع تعلق کرلینا تو یہ اپنی طرف سے تعلق ختم کرنے کی بات ہوئی۔ پھر فرمایا کہ تعلق ایسی چیز ہے کہ جب ایک مرتبہ قائم ہوجائے تو حتی الامکان اس تعلق کو نبھاؤ، تعلق کو توڑنا آسان ہے جوڑنا مشکل ہے۔ اگر تمہاری طبیعت ان کے ساتھ نہیں ملتی تو یہ ضروری نہیں ہے کہ تم صبح وشام ان کے پاس جایا کرو بلکہ طبیعت نہیں ملتی تو مت جاؤ لیکن جب تعلق قائم ہے تو اپنی طرف سے قطع کرنے کی کوشش نہ کرو۔ پھر ایک دوسرا خط نکال کر دکھایا جو خود لکھا تھا اور فرمایا کہ اب میں نے یہ دوسرا خط لکھا ہے، اس خط کو پڑھو اور اپنے خط کو پڑھو، تمہارا خط تعلقات کو ختم کرنے والا ہے، اب میرا خط پڑھو میرے خط کے اندر بھی شکایت کا اظہار ہوگیا اور یہ بات بھی اس میں آگئی کہ ان کا یہ طریقہ اور رویہ تمہیں ناگوار ہوا، معاملے کی پوری بات آگئی لیکن اس خط نے تعلقات کو ختم نہیں کیا۔ چنانچہ وہ خط لے کر میں نے پڑھا تو میرے خط میں اور حضرت کے خط میں زمین وآسمان کا فرق تھا، ہم نے اپنے جذبات اور اشتعال میں آکر وہ خط لکھ دیا تھا اور انھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق بات نبھانے کے لیے اس طرح خط لکھا کہ شکایت اپنی جگہ ہوگئی اور ان کے جس طرز عمل سے ناگواری ہوئی تھی، اس کا بھی اظہار ہوگیا کہ آپ کی یہ بات ہمیں پسند نہیں آئی، لیکن آئندہ کے لیے قطع تعلق کی جو بات تھی وہ اس میں سے کاٹ دی۔ پھر فرمایا: دیکھو یہ پرانے تعلقات ہیں اور ان صاحب سے تعلق میرا اپنا ذاتی تعلق نہیں ہے بلکہ ہمارے والد صاحب کے وقت سے متعلق چلا آرہا ہے۔ ان کے والد صاحب سے ہمارے والد صاحب کا تعلق تھا، اب اتنے پرانے تعلق کو ایک لمحے میں کاٹ کر ختم کردینا کوئی اچھی بات نہیں۔ (خطبات ج:۱۰)

خاندان کو اختلاف و انتشار سے کیسے بچائیں؟

مولانا محمد شمشاد ندوی

اسلام نے خاندانی نظام کومربوط و مستحکم بنانے اوراس کوانتشار واضطراب سے بچانے کے لیے ایک معتدل دستورالعمل بنایاہے۔جس پرعمل پیرا ہوکر خاندان کامیابی وسکون سے ہمکنار ہوسکتا ہے۔لیکن جب خاندان کے افرادفرائض و قوانین کی پابندی میں کوتاہی کرتے ہیں تو خاندان میں اختلاف وانتشار پیدا ہوتا ہے۔خاندان کواختلاف وانتشار سے بچانے کے لیے درج ذیل امورکوپیشِ نظر رکھنا چاہیے۔

۱۔سربراہ کی سربراہی کوتسلیم کیا جائے اورتمام جائزامور میں اس کی اطاعت کی جائے۔اگر ہرفرد اپنی مرضی کے مطابق زندگی گزارنا شروع کردے اور ضابطوں کی پابندی نہ کرے اوران فرائض کوادا نہ کرے جواس پر عائد ہوتے ہیں تو خاندان میں انتشار وبے چینی پیدا ہونا فطری امر ہے۔

۲۔ہرفرد اپنی ذمہ داری کونبھائے اور دوسرے کی کوتاہی سے صرفِ نظر کرے۔البتہ ایک دوسرے کی اصلاح کی کوشش کرتے ہوئے ہرایک اپنی ذمہ داریوں کونبھاتا رہےاوردوسروں کی کوتاہی وغفلت کوبنیاد بنا کرخود کوتاہی نہ کرے۔

۳۔بڑوں کاادب واحترام کیاجائے اورچھوٹوں پرشفقت کی جائے۔حضوراکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:**من لم یرحم صغیرنا ویوقر کبیرنا فلیس منا** (ترمذی ج۴ص۲۸۴) آپ صلی اللہ علیہ وسم کے مذکورہ فرمان میں عظیم حکمت وفوائد پوشید ہیں،اگراس پرایمانداری سےعمل کیاجائے تو دنیاامن کاگہوارہ بن جائے۔

۴۔معاملات صاف رکھے جائیں۔معاملات کی صفائی سے آپسی محبت ہمیشہ قائم رہتی ہے۔حضوراکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:تم آپس میں بھائیوں کی طرح رہواور معاملات اجنبیوں کی طرح کرو۔

۵۔تعلیم وتربیت کا بہترنظم کیا جائے،ایسا ماحول پیدا کیا جائے جس میں افراد خادان بقدرِضرورت دینی تعلیم حاصل کرسکیں اورایسی ذہن سازی کی جائے کہ ان کادین پرچلنا آسان ہوجائے۔جائز حدود میں عصری علوم حاصل کرنے کا موقع دیا جائے اورایسی تعلیم وٹریننگ حاصل کرنے کی کھلی اجازت وسہولت دی جائے جس کے ذریعہ جائزطریقے سے دولت کاحصول ممکن ہو،اس لیے کہ جہالت اورفقرومفلسی خاندان کے شیرازہ کوبکھیر دیتی ہے۔

۶۔مورِث کے مرنے کے بعد بلاتاخیر ترکہ کی تقسیم عمل میں لائی جائے۔ہرحقدار کواس کاپوراحق دیا جائے۔عورتوں کوان کے حصہ کاترکہ ضرور دیا جائے اگرتقسیمِ ترکہ کے وقت ایسے رشتہ دار آجائیں جن کاترکہ میں متعین حصہ نہیں ہے تو ان کو بھی کچھ دے دیا جائے۔

۷۔خاندان کے تمام افراد میں تواضع اورایثار پیدا کیا جائے۔تکبروغروراورخودغرضی ومفادپرستی خاندان اورسماج کے لیے سمِ قاتل ہے۔

۸۔تنازعات اورجھگڑے کاماحول پیدانہ ہونے دیا جائے اگرایسی نوبت آجائے تو فوری طورپرصلح وصفائی کرادی جائے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:''کیامیں تمہیں نہ بتاؤں کہ نماز،روزہ اورصدقہ سے بڑھ کرفضیلت والاکون ساکام ہے؟صحابہ نے عرض کیاضرور بتایئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:لوگوں کے درمیان صلح صفائی کرانا،کیونکہ تعلقات کابگاڑ مونڈنے والی چیز ہے، بالوں کومونڈنے والی نہیں بلکہ دین کومونڈنے والی ہے''۔(ترمذی ج۴ص۵۷۳)

۹۔وعدہ خلافی نہ کی جائے۔یہ خاندان اورمعاشرے میں خرابیاں پیدا کرتی ہے۔رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اپنے بھائی سے جھگڑانہ کرو۔اس کے ساتھ نامناسب مذاق نہ کرو،اس کے ساتھ کوئی ایساوعدہ نہ کروجس کوپورا نہ کرسکو یعنی وعدہ خلافی نہ کرو''۔(ترمذی ج۴ص۳۱۶)

۱۰۔غلط بیانی سے نہ کام لیا جائے اوران تمام بُرے اعمال مثلاً حسد،بغض وعداوت،کینہ،غیبت،بدگمانی،ظلم وستم، چغلخوری،گالی گلوج اورتہمت وغیرہ سے بچا جائے۔حضوراکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:''یہ بڑی ہی خیانت کی بات ہے کہ تم اپنے بھائی کوکوئی ایسی بات سناؤجس کووہ سمجھ رہا ہوکہ تم اس کوسچی بات بتارہے ہولیکن حقیقت میں تم اس کے سامنے جھوٹ بول رہے ہو''۔(ابوداؤدج۴ص۲۹۵)

۱۱۔دوسروں سے تکلیف پہونچنے پرصبر کیاجائے اورانتقام لیے بغیرتعلقات قائم رکھے جائیں۔رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:''وہ مسلمان جولوگوں کے ساتھ میل جول رکھتا ہےاورلوگوں کی جانب سے پہنچنے والی تکلیف پر صبرکرتا ہے۔اس مسلم سے بہتر ہے جولوگوں سے میل جول نہیں رکھتا اورنہ ان تکالیف پرصبر کرتا ہے جولوگوں کی جانب سے اسے پہنچتی ہیں''۔(ترمذی ح۲۵۰۷)

خاندان کے چارارکان: خاندانی نظام کے اہم ارکان چار ہیں۔شوہر،بیوی،والدین اوراولاد۔ان کے علاوہ دوسرے افرادان کے ساتھ ضمنی طورپرشامل ہیں۔ان میں سے ہرایک کے اپنے فرائض وحقوق ہیں اور ہرایک سے ان کے فرائض کے سلسلے میں قیامت میں پوچھا جائے گا۔اسلام نے ان کوحقوق وفرائض کے ذریعہ اس طرح آپس میں ملادیا کہ سبھی اپنااپنا مستقل وجودرکھنے کے باوجودایک ہوجاتے ہیں۔

ارکان خاندان کی ذمہ داریاں: خاندان کے تمام ارکان کی ذمہ داری ہے کہ وہ ایک دوسرے کے حقوق کواداکرنے کی فکراورکوشش کرتارہےاورایک دوسرے کے ذمہ جوکام سپرد ہواس کوبحسن وخوبی انجام دےاوراپنے قول وعمل سے کسی کونقصان نہ پہنچائے اورآپسی مددوتعاون سے خاندان کی ترقی واستحکام،امن وسکون اورترقی وکامیابی کےعمل کو آگے بڑھائے۔نیک کاموں میں ایک دوسرے کی مددکرےاورکسی برائی میں کسی کاساتھ نہ دے بلکہ سب مل کراس برائی کودورکریں تاکہ خاندان پاکیزہ وصالح رہے۔اس سلسلہ میں سبھی ارکانِ خاندان کواپنی اپنی ذمہ داریوں اور حقوق سے واقف ہونا ضروری ہے۔

شوہرکےحقوق: اسلام نے زوجین کوان تمام امورکوانجام دینے کاحکم دیاہے جوزوجین کی فطری محبت وتعلق میں اضافہ کا باعث ہواوردنیاوی فلاح اوراخروی نجات کاذریعہ ہو۔اسلام نے دونوں کےحقوق وفرائض کوواضح طورپربیان کردیا تاکہ میاں بیوی دونوں اپنے اوپرعائدحقوق وفرائض کواداکرتے ہوئے خاندان میں سکون واطمینان اورکامرانی وترقی کا دروازہ کھول سکیں اورآخرت کے اجروثواب کوپاسکیں۔تاریخ شاہد ہے کہ جب بھی میاں بیوی نے اسلام کے بتائے ہوئے حقوق وفرائض کوبحسن وخوبی انجام دیا،خاندان اورمعاشرہ سکون واطمینان اورترقی واستحکام سے ہمکنار ہوا۔ لیکن جب بھی اسلام کے متعین کردہ حقوق وفرائض سے روگردانی کی گئی،اس کے نتیجہ میں دنیا ناکامیوں ودشواریوں سے دوچار ہوتی رہی۔یہ سلسلہ تاہنوز جاری ہے۔اگرچہ مغربی معاشرہ اوراس کے نقشِ قدم پرچلنے والے معاشرے میں اس کے خلاف کمربستہ ہونے کاجذبہ شدت سے ابھر رہاہےاوران کے مفکرین فیملی سسٹم کوبحال کرنے اوراس کو مستحکم کرنے کے لیے تدابیرکررہے ہیں لیکن اب تک ان کومکمل کامیابی نہیں مل سکی ہے۔اگروہ اپنے عزم وارادہ میں مخلص ہیں اوروہ چاہتے ہیں کہ ان کاخاندان اورمعاشرہ سکون وترقی سے ہمکنار ہوتوان کوبلاکسی تعصب کے اسلامی تعلیمات کوحرزِجاں بنالینا چاہیے۔

اسلام نے میاں بیوی پرایسےحقوق وفرائض عائد کیے ہیں جوخاندان کوسکون وترقی سے ہمکنار کرتے ہیں اوران کواپنا کر فیملی سسٹم کومستحکم کیاجاسکتا ہے۔

شوہرکاحق اس کی بیوی پر یہ ہے کہ وہ اس کے نیک کاموں میں فرماں برداری کرےاوراپنے نفس اوراس کے مال کی حفاظت کرےاوراپنی ظاہری شکل وصورت اورعمل سے اس کوناراض نہ کرےاور جب وہ تھکاماندہ گھرآئے تواس کا خندہ پیشانی سے استقبال کرے۔

ابن ماجہ میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:''عورتوں میں بہترین بیوی وہ ہےجس کی طرف تم دیکھوتووہ تم کو خوش کردےاورجب تم اس کوحکم دوتووہ تمہاری فرماں برداری کرےاورتمہارے غائبانے میں اپنے نفس اورتمہارے مال کی حفاظت کرے''۔((ابن ماجہ جلداول ص۵۹۶)

اسلام نے اللہ کی اطاعت اوردینی فرائض کی انجام دہی اورشوہرکی اطاعت کوایک ساتھ بیان کیا،جس سے اس کی اہمیت مزیداجاگرہوجاتی ہے۔''حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایاجس عورت نے پانچ وقت کی نمازپڑھی،رمضان کے روزے رکھے،اپنی شرمگاہ کی حفاظت کی اوراپنے خاوند کی فرماں برداری کی تو (اس عورت کے لیے بشارت ہے کہ) وہ جنت کے جس دروازے سے چاہے داخل ہوجائے''۔(الترغیب و الترہیب ج۳ص۵۲)

شوہرکی اطاعت وفرماں برداری اوراس کوخوش وخرم رکھنے پرجنت کی خوشخبری ہےجیساکہ اس حدیث سے بھی ثابت ہوتا ہے۔حضرت ام سلمہؓ روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:''جوعورت اس حال میں مرے کہ اس کا شوہراس سے راضی وخوش ہوتووہ جنت میں داخل ہوگی''۔(ترمذی ج۳ص۴۶۶)

فرماں برداروا طاعت شعار بیویوں کے لیے جہاں جنت کی خوشخبری ہے وہیں نافرمان بیویوں کے لیے دوزخ کا دردناک عذاب متعین ہے۔حضرت عبداللہ بن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''۔۔۔۔میں نے دوزخ کودیکھاویسامنظرکبھی نہیں دیکھا،میں نے اس میں زیادہ ترعورتوں کودیکھاصحابہ نے کہا اللہ کے رسولؐ ایسا کیوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایاناشکری کی وجہ سے،کہاگیاوہ اللہ کے ساتھ ناشکری کرتی ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایاوہ شوہرکی ناشکری کرتی ہیں،اگرتم ہمیشہ ان کے ساتھ بھلائی کامعاملہ کرتے رہو،پھرکبھی تمہاری جانب سے کسی کمی کوپالیاتوکہےگی کہ آپ کی جانب سے کبھی کسی بھلائی کوپایاہی نہیں۔(بخاری ج۳ص۲۶۱)

حضرت معاذ بن جبلؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایاکوئی عورت دنیا میں اپنے شوہرکوتکلیف پہنچاتی ہے تو اس کی جنت والی بیوی یعنی بڑی آنکھوں والی حورکہتی ہے تجھ پراللہ کی مار پڑے(یعنی اللہ تجھے جنت اوراپنی رحمت سے دوررکھے)اپنے شوہرکوتکلیف نہ پہنچاکیونکہ وہ(دنیامیں)تیرامہمان ہے جوجلدہی تجھ سے جداہوکرہمارے پاس(جنت میں)آئے گا۔(ابن ماجہ ج۱ص۶۴۹)

عورت کی فرمانبرداری میں اہم یہ بھی ہے کہ وہ ہروقت وظیفۂ زوجیت کے لیے تیاررہے،جب شوہراس کواپنے پاس بلائے توہرگزانکارنہ کرے۔حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:''جب شوہراپنی بیوی کوبستر کی طرف بلائے اوروہ نہ آئے اورشوہرنے رات غصہ کی حالت میں گزاری توفرشتے صبح تک اس پرلعنت کرتے ہیں''۔(ابوداؤدجلددوم ص۲۴۴)

بیوی نفلی روزہ اورنفلی حج شوہرکی اجازت کے بغیرادانہ کرےاوراس کی اجازت کے بغیرکسی کوگھرمیں نہ آنے دے۔ حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:''کسی عورت کے لیے روزہ رکھنا حلال نہیں ہے،جبکہ اس کاشوہرموجودہو،ہاں اس کی اجازت سے روزہ رکھ سکتی ہےاورشوہرکی اجازت کے بغیراس کے گھرمیں کسی کوآنے کی اجازت نہ دے''۔(مسلم ج۲ص۱۱۷)

شوہرکاحق بیوی پریہ بھی ہے کہ وہ کسی کوگھرمیں شوہرکی اجازت کے بغیرداخل نہ ہونے دے۔عمروبن الاحوص الجشمیؓ روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حجۃ الوداع میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کویہ کہتے ہوئے سنا:

''لوگو!عورتوں کےحق میں میری نیکی کی وصیت کومانوکہ یہ تمہارے ہاتھ میں قید ہیں۔تم سوااس کے کسی اوربات کا حق نہیں رکھتے لیکن یہ کہ وہ کھلی بےحیائی کاکام کریں مگرایساکریں توان کوخواب گاہ میں علاحدہ کردواوران کوہلکی مار مارو،اگروہ تمہاری بات مان لیں توپھران پرالزام لگانے کے پہلونہ ڈھونڈو۔بیشک تمہاراعورتوں پریہ حق ہے کہ وہ تمہارے بستر کودوسروں سے پامال نہ کرائیں جن کوتم پسندنہیں کرتے اورنہ تمہارے گھروں میں ان کوآنے کی اجازت دیں،جن کاآناتم کوپسندنہیں اورہاں ان کاحق تم پریہ ہے کہ ان کے پہنانے اورکھلانے میں نیکی''۔(ابن ماجہ جلداول ص۵۹۴)ان روایات سے معلوم ہواکہ اگرہرشخص اپنی اپنی ذمہ داریوں کونبھائے توگھرامن وسکون کا گہوارہ ہوگااورکسی کوکسی سے کوئی شکایت نہ ہوگی۔

پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

جناب سلمان غازی

آج کل امت جن حالات سے گزر رہی ہے، اس پر مستقل تبصرے آتے رہتے ہیں جو منفی بھی ہوتے ہیں اور مثبت بھی۔ لیڈروں کے بیانات کو تو قابل اعتنا نہیں سمجھنا چاہیے کیونکہ وہاں اخلاص کا فقدان ہے لیکن اگر ہم ان حالات کا معروضی مطالعہ کر کے قرآن اور حدیث کی روشنی میں تجزیہ کریں تو امکان ہے کہ اگر کوئی فوری حل نہ بھی نکلے تو کم از کم وہ خطوط واضح ہو جائیں گے جن پر ہم کام کر سکتے ہیں۔ بعض لوگ بغیر سوچے سمجھے ان حالات کو عذابِ الٰہی سے تعبیر کرتے ہیں لیکن کیا واقعی یہ عذاب ہے اور کیا ہم ایک معذب قوم بن چکے ہیں؟

عذاب کے سلسلے میں چند باتیں ذہن میں آتی ہیں۔ اکثر لوگ برائیوں کے پیش نظر سرزنش، سزا اور عذاب میں فرق نہیں کرتے۔ گو تینوں منفی عمل ہیں لیکن سرزنش میں محبت بھی شامل ہوتی ہے جیسے اساتذہ یا والدین غلطی پر بچوں کو سرزنش کرتے ہیں۔ اس کے برخلاف سزا میں انصاف کا تقاضہ پورا کرنا ہوتا ہے، اس میں نہ نفرت ہوتی ہے اور نہ ہی محبت، جبکہ عذاب میں صرف اور صرف قہر اور نفرت ہوتی ہے۔ اب یہ دونوں صفات انتہائی منفی ہیں اس لئے اسلام کے مزاج کے مطابق نہیں ہیں اور اسلام بھی ان کو بحالت مجبوری روا رکھتا ہے، جو اس بات سے معلوم ہوتا ہے کہ خود حق تعالیٰ برے حالات میں بھی عذاب بھیجنے کو پسند نہیں فرماتے جب تک کہ کوئی قوم انتہا کو نہ پہنچ جائے اور اس پر اتمام حجت نہ ہو جائے۔ جیسا کہ ہم حضرت یونس علیہ السلام کی قوم کے معاملے میں دیکھتے ہیں کہ چونکہ حضرت یونس علیہ السلام کی طرف سے اتمام حجت نہیں ہوا تھا اس لئے قوم کے معافی مانگنے پر قوم کو بخش دیا گیا جبکہ حضرت یونس علیہ السلام کے قوم کو چھوڑنے کے عمل سے حق تعالیٰ نے ناگواری کا اظہار فرمایا۔

پھر عذاب کے ساتھ بہت سی شرائط بھی ہیں جن پورا ہونا ضروری ہوتا ہے:

اول یہ کہ عذاب صرف اس قوم پر آتا ہے جس میں خیر کو قبول کرنے کی صلاحیت ہی ختم ہو گئی ہو اور اس کے بعد کوئی امکان ہی خیر کا موجود نہ رہے۔ یہ بات صرف حق تعالیٰ جل شانہ کے علم میں ہوتی ہے حتیٰ کہ انبیاء تک کو اس کا علم نہیں ہوتا کہ قوم کا خیر قبول کرنے کا امکان ختم ہو چکا ہے جو حضرت یونس علیہ السلام کے واقعے سے ثابت ہوتا ہے۔

دوم یہ کہ ایسے حالات میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فرض انبیاء پر سے بھی ساقط ہو جاتا ہے تو ہما شما کس شمار و قطار میں ہیں۔ اس لئے یہ کام بھی بند کر دیا جاتا ہے۔

سوم یہ کہ پھر ایسی قوم کے ملک میں رہنا ایمان والے کے لئے جائز نہیں بلکہ انبیاء کی سنت یہ ہے کہ معذب قوم کو ان کے حال پر چھوڑ کر ایمان والوں کے ساتھ خود اس علاقے کو چھوڑ دیا جائے۔

چہارم یہ کہ جس قوم پر اللہ کا عذاب نازل ہوتا ہے پھر قیامت تک اس کے پنپنے کا امکان ہی ختم ہو جاتا ہے۔

مجھے نہیں معلوم کہ ان حالات کو عذاب سمجھنے والے حضرات کا اس سلسلے میں کیا موقف ہے اور آیا وہ یہ سمجھتے ہیں کہ مسلمانوں میں اب خیر کو قبول کرنے کا امکان ہی ختم ہو گیا ہے۔ ایسی صورت میں انہیں انبیاء کی سنت پر عمل کرتے ہوئے نہی عن المنکر بند کر کے اس علاقے ہی کو چھوڑ دینا چاہیے۔

حقیقت یہ ہے کہ ایسے میں ان حالات کو سرزنش یا زیادہ سے زیادہ سزا تو کہا جا سکتا ہے عذاب نہیں۔ پھر جس کا وعدہ بھی خود حق تعالیٰ نے اپنے محبوب سے فرمایا تھا وہ کیسے غلط ہو سکتا ہے۔ جہاں تک حالات کے خراب ہونے کا تعلق ہے تو ان سے بدتر حالات سے امت مرحومہ گزر چکی ہے۔ روس میں اشتراکیت کے انقلاب میں تو شعائر اسلام تک پر پابندی لگ گئی تھی۔ سینٹ پیٹسبرگ کی مسجد گودام میں تبدیل کر دی گئی تھی، میں ایسے لوگوں سے ملا ہوں جو 1990ء کی دہائی میں روس کے ٹوٹنے کے بعد وہاں گئے اور ایک ایسے بوڑھے سے ملے جس کی عمر انقلاب کے وقت دس سال تھی اور اس کے باپ نے گاؤں کے قریب کی ایک پہاڑی پر لے جا کر ایک چٹان کے نیچے چھپایا ہوا قرآن دکھا کر کہا تھا کہ جب حالات سدھر جائیں تو اس کتاب کو لے جانا اور اس پر عمل کرنا اور وہ شخص ستر سال بعد کلام اللہ کو نکال کر لایا اور انہی صاحب سے پڑھ رہا تھا۔ وہ ایک ایسے شخص سے بھی ملے جس کے دونوں بازو کاندھے سے قطع کر دیے گئے تھے صرف اس جرم میں کہ وہ خفیہ بچوں کی ختنہ کر مرتکب ہو گیا تھا۔

چنگیز خاں نے جس طرح بغداد کو تباہ کیا اور مسلمانوں کو ظلم و ستم کا نشانہ بنایا ان کے کتب خانوں کو اس طرح دریا بُرد کیا کہ دجلہ کا پانی عرصے تک سیاہ رہا، اس کی نظیر تاریخ میں نہیں ملتی۔ یا پھر اسپین میں جب مسلمانوں کی تصنیفات اور تالیفات کو آگ لگا کر مسلمانوں کو مارسیلز کی بندرگاہ سے دھکیلا گیا تھا اس وقت ان کی تعداد ایک کروڑ تھی، تاریخ گواہ ہے کہ صرف تیس لاکھ مسلمان افریقہ کے مغربی ساحلوں تک پہنچ سکے باقی یا تو قتل کر دیئے گئے یا مرتد ہو گئے۔ 1857ء کی جنگ آزادی کو یاد کیجئے جب میرٹھ سے دہلی تک ہر درخت پر ایک مسلمان کی لاش ٹنگی ہوئی تھی۔ یہ حالات آج کے حالات کے مقابلے میں کہیں زیادہ خراب تھے تو کیا اُس وقت اس قوم پر عذاب آیا تھا؟ اگر وہ عذاب ہوتا تو یہ قوم پھر پنپ ہی نہیں سکتی تھی لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ ہر جگہ اسلام کا احیاء نظر آتا ہے جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ یہ صرف امتحان یا سرزنش تھی یا زیادہ سے زیادہ اسے سزا کہا جا سکتا ہے۔ یہ عذاب نہیں تھا یا پھر یہ صرف قوموں کے تاریخی عروج و زوال کا چکر تھا جو اس دنیا کی تاریخ میں عام بات ہے۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ایسے حالات کیوں ہیں اور ہم انہیں کیسے بدل سکتے ہیں۔ عموماً ہمارے ذہن میں یہ بات آتی ہے کہ جمہوریت میں ہمارے ووٹ کی بڑی قیمت ہوتی ہے اور صحیح ووٹ دے کر ہم اپنے حاکموں کو بدل سکتے ہیں۔ اگر یہ بات سچ ہوتی تو کہیں تو حالات بدلتے لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ حالات دن بدن بد سے بدتر ہوتے جا رہے ہیں۔ کبھی ہم یہ بھی دیکھتے ہیں کہ ہم ایک اچھے لیڈر کو چنتے ہیں لیکن حکومت ملنے کے بعد لالچ کی وجہ سے وہ بدل جاتا ہے۔ جمہوریت میں یہ عجیب تماشہ ہے کہ ووٹ دے کر حاکم چننے کے بعد آپ کو تو یہ اختیار نہیں کہ اپنا ووٹ بدل دیں لیکن منتخب نمائندے کو یہ حق حاصل ہوتا ہے کہ وہ پارٹی بدل کر آپ ہی کے خلاف ہو جائے۔

دراصل یہ خیال ہی غلط ہے کہ حکام کو ہم چنتے ہیں اور ہماری وجہ سے وہ طاقت حاصل کرتے ہیں یا ہم پر حکومت کرتے ہیں۔ یہ خیال خود کلام اللہ کے خلاف ہے۔ فرمایا گیا: قُلِ اللّٰھمَّ مَالکَ المُلکِ تؤتی المُلکَ مَن تَشاء وَ تنزِعُ المُلکَ مِمَّن تَشاء(سورہ آل عمران:26)اے اللہ بادشاہت کے مالک آپ ہی ہیں۔ آپ جسے چاہیں حکومت دیں اور جس سے چاہیں چھین لیں۔

یعنی ہم کسی کو چنتے نہیں بلکہ بادشاہت دینا صرف اور صرف اللہ کا حق ہے اور حق تعالیٰ جل شانہ جسے چاہتے ہیں ہمارا حاکم بنا دیتے ہیں۔ وہ جسے چاہیں حکومت دے سکتے ہیں اور جس سے چاہیں حکومت چھین سکتے ہیں۔ یہاں یہ سوال بھی اٹھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ جو ہمارے رب ہیں اور ہم سے ایک ماں کے مقابلے میں ساٹھ گنا زیادہ محبت کرتے ہیں وہ کیوں ہم پر ایسے حاکم بٹھا دیتے ہیں جو ہمارے حق میں بہت بُرے ہیں یا پھر یہ کہ اگر حکام برے ہیں تو انہیں کیسے بدلا جائے۔

دراصل یہ خرابی ہمارے ہی اعمال کا نتیجہ ہوتی ہے جیسا کہ فرمایا گیا: ظھرَ الفَسادُ فِی البرِّ وَ البَحرِ بِما کسبتْ اَیدِی النَّاسِ لِیُذِیقھُم بعضَ الَّذِی عَمِلُوا لَعلَّھُمْ یَرجِعُون (سورۂ روم:41) خشکی اور تری میں لوگوں کے ہاتھوں کی کمائی (اعمال) کے سبب خرابی پھیل رہی ہے، کہ اللہ تعالیٰ ان کے اعمال کا مزہ انہیں چکھا دے تاکہ وہ باز آ جائیں۔ ایک اور ارشاد ہے: و مااَصَابکُمْ من مُّصیبةٍ فبما کَسبتْ اَیدیکمْ و یَعْفو عَن کَثِیر (سورۂ شوریٰ:30) اور تم کو جو کچھ مصیبت پہنچتی ہے تمہارے ہی کاموں کے سبب ہے اور بہت سے گناہوں سے تو اللہ تعالیٰ درگذر فرماتے ہیں۔

علامہ طوسیؒ فرماتے ہیں کہ میں لوگوں سے سنتا تھا کہ تمہارے اعمال ہی تمہارے بادشاہ ہیں یعنی جیسے تمہارے اعمال ہوں گے ویسے بادشاہ ہوں گے۔ پھر مجھے قرآن مجید میں یہ مضمون ملا: و کذلک نُولِّی بعضَ الظَّالِمِین بَعْضاً بما کانُوا یکْسِبون(سورہ انعام:129)اسی طرح ہم ظالموں کو بعض پر مسلط کر دیتے ہیں، اس کے سبب جو وہ کیا کرتے تھے۔

کیا اس سے یہ مطلب نہیں نکلتا کہ اگر حکام برے ہیں تو انہیں بدلنے کی کوشش حماقت ہوگی۔ حکام کو بدلنے کا تو ہمیں اختیار ہی نہیں دیا گیا۔ کلام اللہ میں احکام بدلنے کا صحیح طریقہ یہ بتایا کہ تم اپنے اعمال بدل لو حق تعالیٰ تمہارے حکام کو بدل دیں گے۔ یہ وہ کام ہے جو ہم کبھی نہیں کرتے بلکہ حکام کے خلاف مہم چلا کر یا انتخابات میں تقریریں کر کے یا اپنی تحریروں کے ذریعے اپنے حکام کو بدلنے کی ناکام کوشش کرتے رہتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ جس دن ہم قرآن پر عمل شروع کر لیں گے حق تعالیٰ جل شانہ ہمارے حکام اور حالات بدل دیں گے۔

اسلام اور مسلمانوں کے خلاف اس وقت پوری دنیا متحد ہے اور اسلام کو مٹانے کی پوری کوشش بھی کر رہی ہے اس کے باوجود اسلام اور مسلمان باقی ہیں اور اسلام پر عمل پیرا بھی:

نورِ خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

سیرت اور تاریخ کے مطالعے سے پتہ چلتا ہے کہ ان سے کہیں زیادہ بدتر حالات جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے تھے۔ لیکن پھر نہ صرف یہ کہ وہ بدترین حالات بدل گئے بلکہ مدنی دور میں پوری حکومت ہی مسلمانوں کے ہاتھ آ گئی اور ایک طرح سے وہ سیاہ و سفید کے مالک بن گئے۔ یہاں صرف اعمال ہی اچھے نہیں تھے بلکہ اس کے ساتھ ہی اسلام کی دعوت کا مہتم بالشان کام بھی کیا جا رہا تھا جو ہم پر فرض کیا گیا ہے جس سے ہم نے ایک طویل عرصے تک کوتاہی برتی۔ الحمدللہ اب قوم میں یہ شعور جاگا ہے اور پوری دنیا میں اس سلسلے میں مثبت کوششیں ہو رہی ہیں۔ خصوصاً مغرب میں مشرق کے، خصوصاً برصغیر سے گئے مسلمان نوجوان اور مغرب کے نومسلموں نے یہ کام اپنے ذمے لے لیا ہے جس کے نتیجے میں اسلام اس وقت دنیا کا سب سے زیادہ تیزی سے پھیلنے والا مذہب بن چکا ہے۔ دیگر مذاہب میں مشرکین کے پاس تو کوئی مذہب ہی نہیں بلکہ وہ چند فرسودہ روایات کو مذہب سمجھ کر ان پر عمل پیرا ہیں۔ یہودی مذہب میں تبلیغ ہی نہیں صرف عیسائی ہی ہیں جو تبلیغ میں لگے ہوئے ہیں لیکن پاپائیت کے سبب عموماً عام عیسائی اب مذہب سے اتنا بیزار ہیں کہ اسے پادری کی ضرورت صرف شادی یا کسی کی موت پر رسومات کی ادائیگی کے لئے محسوس ہوتی ہے ورنہ زیادہ تر عیسائی اب ملحد ہو چکے ہیں۔ عرصہ ہوا میں لندن میں ایک علاقے کی مسجد میں جمعہ کی نماز کے لئے گیا۔ یہ مسجد اتنی بڑی تھی کہ اس میں بیک وقت تین ہزار لوگ نماز پڑھ سکتے تھے۔ لیکن وہاں یہ عالم تھا کہ آخری صفوں کے نمازی اگلی صفوں میں نمازیوں کی پشت پر سجدہ کرنے پر مجبور تھے۔ ہمارے میزبان نے نماز کے بعد بتایا کہ مسجد سے متصل یہودیوں کی عبادت گاہ تھی جس میں کئی سال سے عبادت بند تھی کیونکہ ان کے ہاں اجتماعی عبادت کے لئے کم از کم بارہ لوگوں کا ہونا ضروری تھا اور وہاں بارہ یہودی برسوں سے عبادت کے لئے نہیں آ پاتے تھے اس لئے وہ عبادت گاہ بند تھی۔

حق تو یہ ہے کہ ان حالات میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی اہمیت غیر معمولی طور پر بڑھ جاتی ہے اور بلاوجہ لعنت اور عذاب کا طوق اپنی گردن میں ڈالنے کے بجائے قرآنی احکامات پر عمل بھی کرنا چاہیے اور اپنے اعمال بھی درست کر لینے چاہئیں۔ قوموں کی زندگی میں سو پچاس سال کی کوئی اہمیت نہیں ہوتی۔ اپنی کوششوں کے نتائج دیکھنے میں عجلت نہ کریں، نیکی جلد یا بدیر پھلتی ضرور ہے جسے ممکن ہے ہماری آنے والی نسلیں دیکھیں۔

اخبارِ جہاں

محمد عادل فریدی

روس عالمی امن تباہ کر رہا ہے، امریکہ

امریکہ نے اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل میں یوکرین معاملے پر روس کے خلاف یوکرین میں جنگی جرائم میں ملوث ہونے کا الزام عائد کیا ہے۔ امریکی وزیر خارجہ انٹونی بلنکن نے سلامتی کونسل سے خطاب میں کہا، ''پوٹن نے تناؤ میں کمی کی بجائے اضافے کا راستہ اختیار کیا اور یوں ہماری نگاہ میں وہ عالمی امن کو تباہ کرنے کی مرتکب ہو رہے ہیں۔'' اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کے افتتاحی خطاب میں سیکرٹری جنرل انٹونیو گوٹیریش نے کہا تھا کہ یوکرین میں تازہ پیش رفت خطرناک اور پریشان کن ہے۔ ان کا کہنا تھا کہ تنازعے کے جوہری رخ اختیار کر جانے کی بحث سراسر ناقابل قبول ہے۔ گوٹیریش نے روس کی جانب سے زیر قبضہ یوکرینی علاقوں میں ریفرنڈم کروا کر انہیں روس میں شامل کرنے کے منصوبے کو بھی تشویش ناک قرار دیا تھا۔ تاہم ان کا یہ بھی اصرار تھا کہ اس بابت غیر جانب دار اور ثالثی کے لیے تیار رہنے کی ضرورت ہے۔ (ڈی ڈبلیو ڈاٹ کام)

افغانستان؛ مسجد میں زوردار دھماکے میں 4 نمازی شہید اور 10 زخمی

افغانستان کے دارالحکومت کی جامع مسجد ''وزیر اکبر خان'' میں زوردار دھماکا ہوا جس میں متعدد نمازیوں کے شہید ہونے کی اطلاعات ہیں تاہم ابھی تک تعداد کی تصدیق نہیں ہوسکی۔ افغان میڈیا کے مطابق کابل کی وزیر اکبر خان جامع مسجد میں اس وقت زوردار دھماکا ہوا جب نمازی مسجد سے باہر آرہے تھے۔ دھماکے کی شدت اتنی زیادہ تھی کہ آس پاس کھڑی گاڑیوں کے شیشے ٹوٹ گئے اور عمارتیں لرز گئیں۔ دھماکے کی اطلاع ملتے ہی طالبان حکام جائے وقوعہ پر پہنچ گئے اور علاقے کا محاصرہ کرلیا تاکہ امدادی کاموں میں کوئی رکاوٹ نہ ہو۔ ذرائع کے مطابق دھماکے میں 4 افراد ہلاک اور 10 سے زائد زخمی ہوئے ہیں۔ تاحال کسی گروپ نے دھماکے کی ذمہ داری قبول نہیں کی ہے تاہم طالبان کے حکومت قائم کرنے کے بعد سے ایسی وارداتوں میں داعش خراسان ملوث رہی ہے اور طالبان حکومت نے ان کے خلاف کریک ڈاؤن آپریشن بھی کیا تھا۔ (نیوز ایکسپریس)

ایران میں مہسا امینی کی زیر حراست ہلاکت پر ہنگامہ؛ 36 ہلاک

ایران میں حجاب نہ کرنے کے الزام میں پولیس کے زیر حراست مہسا امینی کے قتل پر ایران بھر میں پُرتشدد مظاہروں کا سلسلہ جاری ہے جس میں ہلاک ہونے والوں کی تعداد 36 تک جا پہنچی ہے۔ پُرتشدد مظاہروں کے باعث کئی شہروں میں انٹرنیٹ سروس بند ہیں اور متاثرہ علاقوں میں نفری بڑھا دی گئی ہے جب کہ صدر ابراہیم رئیسی نے مہسا امینی کے قتل کی تحقیقات کا حکم بھی دیا ہے۔ خیال رہے کہ مہسا امینی کو ایرانی پولیس نے حجاب نہ کرنے پر حراست میں لیا تھا اور تین دن بعد طبیعت بگڑنے پر اسپتال منتقل کیا جہاں 16 ستمبر کو 22 سالہ لڑکی نے اسپتال میں دم توڑ دیا۔
ایرانی پولیس نے تشدد کا الزام مسترد کرتے ہوئے دعویٰ کیا کہ مہسا امینی کو دل کا دورہ پڑا تھا جس کے باعث انھیں فوری طور پر اسپتال منتقل کیا گیا۔ جبکہ مہسا امینی کے اہل خانہ نے الزام عائد کیا تھا کہ 22 سالہ لڑکی کو پولیس نے دوران حراست تشدد کا نشانہ بنایا، جس کی بنا پر وہ کومہ میں چلی گئی تھی۔ (نیوز ایکسپریس)

سری لنکا میں ایک ماہ کے دوران مہنگائی کی شرح میں 70 فیصد اضافہ

سری لنکا میں مہنگائی کی شرح 70 فیصد اضافے کے ساتھ ملکی تاریخ کی بلند ترین سطح پر پہنچ گئی ہے۔ کنزیومر پرائس انڈیکس کی طرف سے جاری کردہ اعداد و شمار کے مطابق اگست کے دوران سری لنکا میں مہنگائی کی شرح 70.2 فیصد رہی۔ انڈیکس کے مطابق اگست کے دوران اشیائے خورد نوش کی قیمتوں میں 84.6 فیصد جبکہ نان فوڈ آئٹمز کی قیمتوں میں 57.1 فیصد اضافہ ہوا۔ ماہرین کا کہنا ہے کہ ملکی معیشت کو غلط پالیسیوں کی وجہ سے معاشی عدم استحکام کا سامنا ہے، ڈالر کی عدم دستیابی کے باعث ملکی معیشت بدترین صورتحال سے گزر رہی ہے۔ ماہرین نے امید ظاہر کی ہے کہ بین الاقوامی مالیاتی ادارے کی طرف سے قرض منظور ہونے کی صورت میں سری لنکن معیشت کو سہارا مل سکے گا، جس کے نتیجے میں آئندہ چند ماہ کے دوران تیزی سے بڑھتی مہنگائی میں کمی کی توقع ہے۔ (نیوز ایکسپریس)

لبنان سے تارکین وطن کو لے جارہی کشتی سیریا میں غرقاب، 25 افراد ہلاک

لبنان سے تارکین وطن کو لے جانے والی کشتی جمعرات کی سہ پہر شام کے ساحل کے قریب الٹ گئی جس کے نتیجے میں کم از کم 25 افراد ہلاک ہوگئے۔ لبنانی، شامی اور فلسطینیوں کی بڑھتی ہوئی تعداد نے بحران زدہ لبنان سے سمندر کے راستے یورپ جانے کی کوشش کی ہے، یہ واقعہ سب سے مہلک ہے۔ طرطوس کے گورنر عبدالحلیم خلیل نے مبینہ طور پر ہسپتال میں زندہ بچ جانے والے 13 افراد کی عیادت کی ہے۔ فوری طور پر یہ واضح نہیں ہوسکا کہ جہاز میں کتنے افراد سوار تھے اور وہ کہاں جا رہے تھے لیکن کوسٹ گارڈز ابھی تک لاشوں کی تلاش کر رہے ہیں۔ میڈیا رپورٹس کے مطابق لبنان میں دسیوں ہزار لوگ اپنی ملازمتوں سے ہاتھ دھو بیٹھے ہیں اور لبنانی پاؤنڈ 90 فیصد سے زیادہ گر گیا ہے، جس سے ان ہزاروں خاندانوں کی قوت خرید ختم ہوگئی ہے جو اب انتہائی غربت میں زندگی گزار رہے ہیں۔ غربت سے تنگ آکر ہزاروں لبنانی، شامی اور فلسطینی گزشتہ مہینوں میں یورپ میں بہتر مواقع کی تلاش میں کشتیوں پر سواری کرتے ہوئے لبنان چھوڑ چکے ہیں۔ (نیوز۔۱۸)

نوجوانوں کو بااختیار بنانا سعودی عرب کی اولین ترجیحات میں شامل: ریما بنت بندر

امریکہ میں خادم حرمین شریفین کی سفیرہ شہزادی ریما بنت بندر نے اپنے ایک بیان میں کہا کہ کہ سعودی نوجوانوں کو بااختیار بنانا سعودی حکومت کی اولین ترجیحات میں شامل ہے۔ سعودی عرب اپنے وژن 2030 کے تحت اپنے نوجوانوں کو زیادہ بااختیار بنانے کی راہ پر گامزن ہے۔ اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کے 77ویں اجلاس کے موقع پر نیویارک میں مستقبل کی سرمایہ کاری اقدام کی فاؤنڈیشن کے زیر اہتمام منعقدہ سمٹ میں انہوں نے یہ بات کہی۔

تعلیم و روزگار

پانچ صنعتوں میں 2.60 لاکھ کروڑ کے غیر قانونی کاروبار سے 58521 کروڑ کا نقصان، 16 لاکھ لوگوں نے گنوائی ملازمت

روزمرہ استعمال کی اشیاء (FMCG)، تمباکو کی مصنوعات، موبائل فون اور شراب سمیت پانچ بنیادی صنعتوں میں غیر قانونی کاروبار کی وجہ سے 2019-20 میں ٹیکس کے طور پر سرکاری خزانے کو 58,521 کروڑ روپے کا نقصان پہنچا ہے۔ صنعتی ادارہ FICCI نے جمعرات کو ایک رپورٹ میں کہا کہ ان صنعتوں میں غیر قانونی کاروبار کا حجم 2019-20 میں 2.60 لاکھ کروڑ سے کچھ زیادہ تھا۔ رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ پانچ اہم صنعتوں میں ہوئے مجموعی طور پر غیر قانونی کاروبار میں ایف ایم سی جی صنعت کی حصہ داری 75 فیصدی تھی۔ حکومت کو ہونے والے مجموعی نقصان میں دو سب سے زیادہ ریگولیٹیڈ اور ہائی ٹیکس والے تمباکو پروڈکٹس اور شراب ہیں۔ حکومت کو ہوئے مجموعی ٹیکس نقصان میں ان دونوں کی قریب 49 فیصدی حصہ داری ہے۔ ان پانچ شعبوں میں غیر قانونی تجارت کی وجہ سے، حکومت نے ایف ایم جی سی کھانے کی اشیاء میں 17,074 کروڑ کے ٹیکس کا نقصان ہوا۔ شراب کی صنعت نے 15,262 کروڑ، تمباکو کی صنعت 13,331 کروڑ اور ایف ایم سی جی گھریلو اور نجی استعمال کی صنعت کو 9,995 کروڑ کا نقصان ہوا۔ موبائل فون انڈسٹری میں 2,859 کروڑ روپے کے ٹیکس کا نقصان ہوا۔

تقریباً 16 لاکھ لوگوں کو گنوانی پڑی ملازمت: فکّی نے اپنی رپورٹ میں کہا ہے کہ پانچ اہم صنعتوں میں غیر قانونی کاروبار کی وجہ سے 2019-20 کے دوران قریب 16 لاکھ لوگوں کو اپنی نوکری گنوانی پڑی۔ اس دوران ایف ایم سی جی اجناس میں سب سے زیادہ 7.94 لاکھ نوکریاں گئیں۔ اس کے بعد تمباکو انڈسٹری میں 3.7 لاکھ، ایف ایم سی جی گھریلو و نجی استعمال کی انڈسٹری میں 2.98 لاکھ اور شراب انڈسٹری میں 97000 نوکریاں گئیں۔ اس کے علاوہ موبائل فون صنعت میں 35 ہزار لوگوں کی ملازمت چلی گئی۔ (نیوز۔۱۸)

اتراکھنڈ اسمبلی میں بیک ڈور سے ہوئیں سبھی 228 تقرریاں منسوخ

اتراکھنڈ اسمبلی میں پچھلے دروازے سے تقرری معاملے میں اسمبلی اسپیکر رتو کھنڈوری نے ایک پریس کانفرنس کر کہا ہے کہ 228 تقرریوں کو منسوخ کرنے کی درخواست حکومت کو بھیج دی گئی ہے۔ ساتھ ہی اسمبلی سکریٹری مکیش سنگھل کو بھی فوری اثر سے معطل کر دیا گیا ہے۔ اسمبلی اسپیکر نے بتایا کہ جانچ رپورٹ سونپتے وقت جانچ کمیٹی کے سربراہ ڈی کے کوٹیا، ایس ایس راوت اور اونیندر سنگھ نیال موجود رہے۔ اسمبلی اسپیکر رتو کھنڈوری نے کہا کہ کمیٹی نے تقرریاں رد کرنے کی پیشکش کی ہے۔ اسمبلی اسپیکر نے کہا کہ نوجوانوں کو مایوس نہیں ہونا ہے۔ بے ضابطگیوں پر کارروائی کے لیے ہم ہمیشہ سخت رہیں گے۔ جانچ کمیٹی نے 20 دن میں اپنی جانچ پوری کر رپورٹ سونپی ہے۔ ساتھ ہی اسمبلی کے اہلکاروں نے بھی جانچ میں پورا تعاون دیا۔ یہ جانچ رپورٹ 214 صفحات کی ہے۔ جانچ رپورٹ میں 2016 اور 2021 میں جو ایڈہاک تقرریاں ہوئی تھیں، ان میں بے ضابطگیاں ہوئی ہیں، جانچ کمیٹی نے ان تقرریوں کو منسوخ کرنے کا مطالبہ کیا تھا۔

اسمبلی اسپیکر نے کہا کہ تقرریوں کے لیے نہ نوٹیفکیشن نکالا گیا، نہ امتحان لیا گیا، سروس پلاننگ آفس سے بھی تفصیلات نہیں مانگی گئیں۔ انھوں نے مزید کہا کہ 2016 تک 150 تقرریوں، 2020 میں 6 تقرریوں، 2021 میں 72 تقرریوں کو منسوخ کرنے کی منظوری کے لیے حکومت کے پاس بھیجا گیا ہے۔ ان تقرریوں کو ختم کرنے کا فیصلہ بھی لیا جا سکتا ہے۔ اسمبلی سکریٹری مکیش سنگھل کو فوری اثر سے معطل کر دیا گیا ہے۔

دراصل دہرادون اسمبلی میں پچھلے دروازے سے ہوئی تقرری کے معاملے میں وزیر اعلیٰ پشکر سنگھ دھامی کی منشا کے مطابق ہی اسمبلی اسپیکر نے جانچ کمیٹی کی موصولہ رپورٹ کی بنیاد پر فیصلہ لیتے ہوئے 250 تقرریوں کو رد کرنے کا اعلان کیا ہے۔ اس پر وزیر اعلیٰ دھامی نے کہا کہ قبل میں اسمبلی اسپیکر کو بھیجی گئی درخواست کے تعلق سے اسمبلی میں بے ضابطگی پر مبنی تقرریوں پر کارروائی ریاستی حکومت کی سشاسن پالیسی کو لے کر عزائم کو ظاہر کرتا ہے۔ اسمبلی اسپیکر کے ذریعہ متنازعہ تقرریوں کو رد کرنا انتہائی قابل تعریف قدم ہے۔ ریاستی حکومت مستقبل میں ہونے والی بھرتیوں میں پوری شفافیت لانے کے لیے ایک کارگر پالیسی بنانے پر بھی کام کر رہی ہے۔

اعلان داخلہ

امارت شرعیہ ایجوکیشنل اینڈ ویلفیئر ٹرسٹ کے ماتحت چلنے والے مولانا منت اللہ رحمانی پارا میڈیکل انسٹی ٹیوٹ پھلواری شریف، پٹنہ میں بی ایم ایل ٹی (بیچلر آف میڈیکل لیبوریٹری ٹیکنالوجی) اور بی پی ٹی (بیچلر آف فیزیوتھیراپی) کورس میں داخلہ کے خواہش مند طلبہ و طالبات کو اطلاع دی جاتی ہے کہ مذکورہ دونوں کورسز میں داخلہ کے لیے داخلہ امتحان (Entrance Test) مورخہ 02 نومبر 2022 کو صبح 10:00 بجے سے دوپہر 1:00 بجے تک ہوگا۔ داخلہ امتحان میں شرکت کے لیے فارم بھرنے کا عمل جاری ہے۔ جن طلبہ و طالبات نے اب تک فارم نہیں بھرا ہے وہ جلد از جلد انسٹی ٹیوٹ کے کاؤنٹر سے فارم حاصل کر کے فارم بھر کر جمع کر دیں اور مذکورہ تاریخ میں داخلہ ٹیسٹ میں شریک ہوں۔ ایڈمٹ کارڈ مورخہ 01 نومبر 2022 سے ملے گا۔ داخلہ امتحان میں شرکت کے لیے اپنا آدھار کارڈ ضرور ساتھ لائیں۔ مزید معلومات کے لیے انسٹی ٹیوٹ کے موبائل نمبر 9905354331,9631529759,7091445303 پر رابطہ کریں۔

سہیل احمد ندوی

سکریٹری جنرل امارت شرعیہ ایجوکیشنل اینڈ ویلفیئر ٹرسٹ

ملی سرگرمیاں

مولانا مفتی محمد سہراب ندوی

ملی مسائل کے حل کے لیے تنظیم امارت شرعیہ کے مقامی ذمہ داران قربانیاں پیش کریں: امارت شرعیہ

تنظیم امارت شرعیہ مظفر پور کی ضلع و بلاک کمیٹیوں کے ارکان نے مشاورتی اجلاس میں کی شرکت۔ملت کے درپیش مسائل اور مختلف ایجنڈوں پر غور وخوض

آج پوری ملت اسلامیہ مختلف پریشانیوں اور مشکلات میں گھری ہوئی ہے،مرکزی حکومت اور بعض سماج مخالف عناصر کی جانب سے ایسے حالات پیدا کردئے گئے ہیں کہ لوگ درد سے کراہ رہے ہیں، ہرسطح پر آج ضرورت ہے کہ مسلمانوں کی تعلیمی معاشی اور سماجی صورتِ حال کو بہتر سے بہتر بنانے کیلئے چوطرفہ کوشش کی جائے،کون سے کام سرکار کے کس محکمہ کے ذریعہ انجام پاتے ہیں،سرکار کی جانب سے اقلیتوں کو کیا حقوق ومراعات حاصل ہیں؟ تعلیمی سہولیات کیا کیا ہیں؟ وہ کون سے کام ہیں جن کے لیے سرکار کی اسکیمیں چل رہی ہیں،سرکاری کاغذات ودستاویزات کی درستگی کے متعلقہ دفاتر کہاں ہیں،ان کی معلومات اوراعلیٰ تعلیم ومقابلہ جاتی امتحانات کی جانب رہنمائی کرنے جیسے کاموں کے لیے عام مسلمان پریشان رہتے ہیں۔ بے شمار سماجی مسائل ومشکلات ایسے ہیں کہ تھوڑی رہنمائی اور کاؤنسلنگ کے ذریعہ لوگوں کو بہ آسانی آرام وراحت پہنچایا جاسکتا ہے،ان سے دعائیں لی جاسکتی ہیں،ان کے گھٹن کو دور کیا جاسکتا ہے ،ان کو ہرقسم کی ذہنی پریشانیوں سے نجات دی جاسکتی ہے،مگراس کیلئے قوم وملت کے دردمند افراد کو آگے آنا ہوگا اور اپنی ضروریات ومصروفیات سے تھوڑا وقت فارغ کرنا ہوگا یقیناً ایسے کام آنے والے لوگ ہی قوم وملت کی ترقی وسربلندی کا کام کرسکتے ہیں۔معاشرہ کے ایسے ہی پریشان حال افراد کے درد کے درماں کا سامان کرنے اوران کی آنکھوں کے آنسو پوچھنے کے لئے اللہ رب العزت نے آپ حضرات کو تنظیم امارت شرعیہ کے ضلع وبلاک کمیٹی کا ذمہ دار منتخب کیا ہے، مذکورہ باتیں امارت شرعیہ بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ پھلواری شریف پٹنہ کے نائب ناظم جناب مولانا مفتی محمد سہراب ندوی صاحب نے حضرت امیر شریعت مولانا سید احمد ولی فیصل رحمانی صاحب کا پیغام سناتے ہوئے کہیں، انہوں نے ضلع اور بلاک کمیٹیوں کو موجودہ حالات میں پوری قوت وعمل کے ساتھ منظّم ہونے کی ترغیب دی اور کہا کہ اگرہم ایسے نازک دور میں بھی ملت کے مسائل کے حل کے لیے پور مستعدی کیساتھ کھڑے نہیں ہوئے تو یہ غفلت کا عمل نتیجہ کے طور پر ہمارے لئے خودکشی کہلائیگی۔ دوسری جانب مشاورتی اجلاس مظفر پور کی نظامت کرتے ہوئے امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ کے معاون ناظم مولانا احمد حسین قاسمی مدنی نے اس مشاورتی اجلاس کے اغراض ومقاصد کے اہم پہلوؤں پر تفصیل سے روشنی ڈالتے ہوئے کہا کہ امارت شرعیہ کے تنظیمی ڈھانچے کو وسیع اور مستحکم کرنے کے تعلق سے حضرت امیر شریعت بے حد فکر مند ہیں،ان کی منشاء یہ ہے کہ ریاست بہار،اڈیشہ وجھارکھنڈ کی تمام مسلم آبادیوں میں تنظیم کو اس طرح منظّم اور مضبوط کردیا جائے کہ مسلمانوں کیساتھ عام انسانوں کی مدد اور ہرقسم کی رہنمائی کو گاؤں، پنچایت، بلاک اور ضلع کی سطح پر یقینی بنایا جاسکے،انہوں نے کہا کہ یہ بات یاد رکھیں آج ہماری حریف قوموں نے بڑی خاموشی کیساتھ اپنی قوتوں کو تنظیم کی شکل میں اکٹھا کرلیا ہے اور تعجب ہے کہ جس کا دل نور ایمان سے محروم ہے آج ان کی یہاں اجتماعیت واتحاد کی طاقت بھرپور نظر آرہی ہے اور ہم اہل ایمان اور صاحب قرآن ہوکر بھی تنظیم سے الگ بے شعوری کی زندگی گزار رہے ہیں جہاں ہرقدم پر ہمیں کتاب وسنت میں تنظیم واتحاد کا سبق دیا گیا ہے، نماز وحج جیسے اسلام کے بنیادی ارکان میں بھی ہمیں اللہ نے اجتماعیت کے بندھن اور امامت وامارت کے اصول وضابطہ سے الگ نہیں ہونے دیا،انہوں نے تنظیم کے طریقہ کار کو مستحکم اور باہمی ربط وتسلسل کو مزید بڑھانے پر زور دیتے ہوئے کہا کہ ضلع کمیٹی کی ذمہ داری پورے ضلع کی ہے وہ تمام بلاک کی نگرانی کرتی رہے اوراپنے تمام بلاکوں کے منتخب علماؤ ذمہ داران کے تعاون سے ضلع میں دینی وانسانی خدمات اور ملی سرگرمیوں کو انجام دے،اور ایجنڈہ میں دئے گئے کاموں کو زمین پر اتارنے کیلئے ضلع کے صدر وسکریٹری حضرات وقفے وقفے سے بلاک کے اصلاحی وتنظیمی دورہ کا نظام بنائیں اور سفر کریں،اسی طرح بلاک کمیٹی اپنی تمام پنچایتوں کو اپنی سرگرمیوں کا مرکز بنائے اوروہاں کے ذمہ داروں کے ساتھ مل کر بلاک کی سطح پر رات ودن لگ کر قوم وملت کے کام آنے کا مزاج بنائے، نیز ضلع وبلاک اور پنچایت کمیٹی اپنے کاموں کا جائزہ لینے کے لیے ہر دوتین ماہ پر اپنے اپنے ارکان کیساتھ میٹنگ کا انعقاد بھی کرتی رہے۔تمام موجود ذمہ داران حضرات کو ان کی تنظیمی ذمہ داری بتاتے ہوئے انہیں امارت شرعیہ کی جانب سے مطبوعہ گائڈ لائن اور مکمل ضابطہ عمل بھی کیلنڈر کی شکل میں دیا گیا جس میں ان کے کرنے کے ملی وسماجی فلاحی وتعلیمی کام لکھے ہوئے ہیں۔اس میٹنگ کے ایجنڈوں میں اہم نکات اس طرح تھے: مکاتب دینیہ کا قیام واستحکام، پنچایت سطح پر کمیٹی کی تشکیل، تنظیم مظفر پور کے ضلع دفتر میں کمپیوٹر و پرنٹر کی فراہمی اور دیگر ضروریات کی تکمیل کے ذریعہ دفتر کو فعال بنانے پر زور، کمیٹیوں میں خالی عہدوں کیلئے مجوزہ ناموں کی فراہمی، بلاک وپنچایت میں نئی نسل اور مسلم بچیوں کی دینی تعلیم وتربیت پر غور، مسلم آبادیوں میں ہفتہ وار خواتین کا دینی اجتماع، اوقاف اور مدارس ومساجد کے تحفظ کیلئے اہم کاغذات کی تیاری اور رجسٹریشن پر غور وخوض اور دوروزہ فکری وعملی تربیت کی تاریخ انعقاد پر غور جیسے اہم امور آج کے ایجنڈہ میں شامل تھے جن میں سے ہر ایک پر شرکاء سے ترتیب وار رائے بھی لی گئی جسے بطور تجاویز کے قلم بند کرلیا گیا۔

پروگرام کا آغاز مولانا بلال رحمانی صاحب کی تلاوت قرآن پاک سے ہوا مشاورتی اجلاس کی صدارت امارت شرعیہ کے نائب ناظم مولانا مفتی محمد سہراب ندوی صاحب نے فرمائی اورانہوں نے ہی ایجنڈوں پر تفصیل سے روشنی ڈالی جب کہ نظامت کے فرائض مولانا احمد حسین قاسمی مدنی معاون ناظم امارت شرعیہ نے انجام دئے، پروگرام کے اہم شرکاء میں جناب شعیب صاحب صدر تنظیم امارت شرعیہ مظفر پور، اور سکریٹری جناب شاہد اقبال، رکن شوریٰ امارت شرعیہ جناب فرید رحمانی صاحب، جناب حافظ صبغت اللہ رحمانی صاحب جوائنٹ سکریٹری تنظیم امارت شرعیہ مظفر پور، نائب صدر تنظیم امارت شرعیہ مظفر پور جناب جاوید صاحب و مولانا شاہ عالم صاحب کڑھنی بلاک، جناب مولانا باذل اشرف صاحب بنی آباد وغیرہ کے نام شامل ہیں۔ پروگرام کو کامیاب بنانے میں مولانا بلال رحمانی صاحب اورائی رکن ضلع کمیٹی مظفر پور اور جناب شعیب صاحب صدر تنظیم امارت شرعیہ مظفر پور نے اہم کردار ادا کیا.اخیر میں صدر مجلس کی دعاء پر میٹنگ کا اختتام ہوا۔

رحمانی 30 کے طلبہ کی میڈیکل (NEET) کے مقابلہ جاتی امتحان میں صد فیصد کامیابی

41 طلبہ و طالبات نے 600 پلس جبکہ 86 طلبہ و طالبات نے 550 پلس نمبرات کے ساتھ کامیابی حاصل کی

میڈیکل کی تعلیم حاصل کرنا اور ڈاکٹر بننا ملک کے کروڑوں بچوں کی آرزو ہوتی ہے۔لیکن ہر سال چند ہزار خوش نصیب ہی اس خواہش کو روبہ عمل لانے میں کامیاب ہو پاتے ہیں۔ پرائیوٹ میڈیکل کالجوں کی ہوش ربا فیس کو ادا کرنا ہرایک کے بس کی بات نہیں اور سرکاری میڈیکل کالجوں کی سیٹیں محدود ہیں۔اس لیے لاکھوں کروڑوں بچے اپنی اس آرزو کو دل میں دفن کر کے دوسرے شعبوں میں قسمت آزمائی کرنے لگتے ہیں۔سرکاری میڈیکل کالجوں میں داخلہ بہت مشکل ہے۔اس کے لیے ہونے والا مقابلہ جاتی امتحان نیٹ (NEET) ملک کے مشکل ترین امتحانوں میں سے ایک ہے۔اس کے لیے سخت تیاری کی ضرورت پڑتی ہے۔کوچنگ انسٹی ٹیوٹس لمبی لمبی فیسیں لیتیں ہیں۔ایسے میں ہماری قوم کے بچوں کے لیے اس شعبہ میں داخلہ بہت مشکل ہوتا ہے۔قوم کے بچوں کو ان کے بجٹ کے اندر معیاری تیاری کرا کر میڈیکل کے داخلہ امتحان میں کامیاب کرنے کے مقصد سے رحمانی 30 کے بانی مفکر اسلام حضرت مولانا محمد ولی رحمانی صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے رحمانی 30 کے اندر نیٹ (NEET) کی تیاری کا آغاز کیا۔اور الحمد اللہ حضرت کا لگایا ہوا پودا اب پھلدار درخت بن چکا ہے اور لاک ڈاؤن کے سخت مشکل ترین دور کا سامنا کرنے کے باوجود رحمانی 30 کے طلبہ نے نیٹ کے امتحان میں صد فیصد کامیابی حاصل کر کے یقیناً حضرت علیہ الرحمہ کی روح کو سکون پہونچایا ہے۔

لاک ڈاؤن کے درمیان دیگر اداروں کے طرح رحمانی 30 کو بھی مختلف چیلنجز کا جب سامنا ہوا اور حضرت امیر شریعت سابع مولانا محمد ولی صاحب رحمانی علیہ الرحمہ کے سامنے ان مشکلات کا ذکر کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ پریشانیاں جیسی بھی ہوں، ہمارا کام یہ ہے کہ اپنی جانب سے پوری طاقت وتوانائی صرف کردیں،نتیجہ دینا اللہ کا کام ہے۔اور پھر جب اِس بات پر عمل کرتے ہوئے مشکلات کے باوجود تعلیم کو جاری رکھا گیا تو الحمد اللہ رحمانی 30 کے طلبہ وطالبات نے میڈیکل (NEET) میں تاریخ ساز کامیابی حاصل کی۔افلح ودود آل انڈیا جنرل کیٹگری رینک 215 اسکے علاوہ آل انڈیا رینک 300 حاصل کیا۔یقیناً رحمانی 30 کے لیے یہ ایک کامیاب ترین سال رہا ہے۔

واضح رہے کہ میڈیکل (NEET) میں 217 طلبہ وطالبات نے شرکت کی تھی جس میں تمام طلبہ نے کامیابی حاصل کی، جب کہ 41 طلبہ نے 600 سے زائد نمبرات حاصل کیے۔ جو کہ ایک بہت بڑی حصولیابی ہے۔اس کے علاوہ 86 طلبہ وطالبات نے پانچ سو پچاس سے زائد نمبرات حاصل کیے۔ان میں سے ایک بڑی تعداد ان شاء اللہ MBBS کی سیٹ کو حاصل کرنے میں کامیاب ہوگی۔ یقیناً یہ کامیابی مسلم طلبہ وطالبات کے لیے روشن مستقبل کی ایک شاندار ضمانت ہے۔

میڈیکل کے علاوہ رحمانی 30 کے طلبہ وطالبات نے انجینئرنگ میں انڈر گریجویٹ داخلے کے دنیا میں سب سے سخت گیر امتحان میں سے ایک Advanced JEE میں کووڈ کے باوجود شاندار کامیابی حاصل کی ہے.

COVID-19 کے اس عالمی وبا کے دوران بھی ان بہترین نتائج سے رحمانی پروگرام آف ایکسیلنس (رحمانی 30) کی پوری ٹیم ہمت افزا اور مطمئن ہے، رحمانی پروگرام آف اکسلنس کے ذمہ داروں نے دونوں لاک ڈاؤن میں آن لائن کلاسیز اور ٹیسٹ کا نظام جاری رکھا، طلبہ کے ساتھ صبح وشام بے پناہ محنت کی گئی . حالاں کہ ان تمام تر محنتوں کے باوجود طلبہ کی کارکردگی اور بہتر ہوتی اگر وسائل کی کمی جیسے کہ کمپیوٹر، مستحکم انٹرنیٹ، بجلی کی موجودگی، وغیرہ کا اور بہتر نظام ہوتا، ان وجوہات کی وجہ سے کامیابی کا یہ عمل اور مشکل بن گیا تھا۔ مذکورہ بالا سہولیات کے ساتھ کارگردی کو اور بہتر بنایا جاسکتا ہے۔

رحمانی پروگرام آف اکسلنس ملک کے کئی شہروں میں کام کررہا ہے جیسے پٹنہ، جہان آباد (بہار) اورنگ آباد، خلدآباد (مہاراشٹر) حیدرآباد (تلنگانہ) اور بنگلور، بلور (کرناٹکا) میں ملک کے متعدد صوبوں کے علاوہ خلیج ممالک میں رہنے والے این آر آئی طلبہ وطالبات بھی پوری محنت کے ساتھ میڈیکل وانجینئرنگ کی تیاری میں مصروف ہیں۔

رحمانی پروگرام آف اکسلنس (رحمانی 30) اپنی سرپرست تنظیم رحمانی فاؤنڈیشن کے ساتھ بہت مؤثر انداز میں کمیونٹی کی تعلیمی ناامیدی کو امید اور یقین میں بدل رہا ہے، ہرگزرتے سال کے ساتھ یہ اپنے سیکھنے کے طریقہ کار کو مؤثر بنا رہا ہے۔حضرت امیر شریعت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی سرپرست رحمانی 30 نے کہا کہ یقیناً یہ سب مفکر اسلام امیر شریعت سابع حضرت مولانا محمد ولی صاحب رحمانی علیہ الرحمہ (بانی رحمانی 30) کی دعاؤں کی قبولیت اور مسلم طلبہ وطالبات کے لیے دیکھے گئے خواب کی تعبیر ہے۔ جناب فہد رحمانی (سی ای او رحمانی 30) نے کہا کہ یقیناً یہ کامیابی جناب ابھیانند جی سابق ڈی جی پی بہار کی انتھک محنت ورہنمائی، سینئر لیڈر شپ، فیکلٹی، مینجمنٹ ودیگر عملہ کے ساتھ طلبہ اوران کے گارجین کے باہمی تعاون ہی کی وجہ سے ممکن ہوسکی ہے۔انھوں نے کہا کہ اگر ہم سب کا باہمی تعاون نا ہوتو ایسی تاریخ ساز کامیابی کا حصول ہرگز ممکن نہیں۔

مسلم معاشرہ کہاں جارہا ہے؟

حکیم سراج الدین ہاشمی ایڈووکیٹ

معاشرے میں رہتے ہوئے انسان کو ادبی، سماجی، تعلیمی، تہذیبی، اخلاقی اور روحانی اقدار کو نہیں بھولنا چاہیے۔ کیونکہ یہ اقدار ہی انسانیت کے اعلیٰ اقدار ہیں جو شخص ان اقدار سے محروم ہے، وہ انسان کہلانے کا حقدار نہیں ہے، کیونکہ ان مذکورہ اقدار کے فقدان کے باعث انسان کا وجود معاشرے میں کوئی اہمیت نہیں رکھتا۔ معاشرے میں اہمیت انسانیت کی ہے، روحانیت کی ہے اور جب انسان میں ایسا کچھ بھی نہیں ہوگا تو وہ جانور سے بھی بدتر ہوگا۔ موبائل نے آج کے دور میں انسان کو ایک دوسرے سے الگ کر دیا ہے حالانکہ اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جاسکتا ہے کہ موبائل معلومات کا ایک ذریعہ ہے، لیکن اس کے زیادہ اور بیجا استعمال سے نقصان کی صورت پیدا ہورہی ہے، اگرچہ بچے تعلیم حاصل کررہے ہیں، لیکن تربیت کے فقدان کے باعث نتائج یہ برآمد ہورہے ہیں کہ بچوں کی ذہنی صورتحال بگڑتی جارہی ہے کیونکہ جب بچوں کی تربیت ہی نہیں ہوگی تو ان کی نشوونما بھی بہتر صورت میں نہیں ہوسکتی۔ ان کی سوچ میں بلندی، خودداری اور اعلیٰ ظرفی کے عناصر کہاں سے پیدا ہوں گے۔ اس کے علاوہ یہ بھی صاف نظر آرہا ہے کہ لوگوں میں جھوٹ، چغل خور، طعنہ زنی، تہمت، بداخلاقی، کردارکشی اور ایسے ہی بدترین قسم کے دیگر عناصر معاشرے میں تیزی سے فروغ پارہے ہیں۔ معاشرے میں لوگ اپنی بدعملیوں سے اپنے غلط مقاصد کی تکمیل کررہے ہیں، معاشرے میں ایسا ماحول بن چکا ہے کہ تہذیبی اور اخلاقی اقدار تو کیا نظر آئیں گی، ایک دوسرے سے گفتگو کا لب ولہجہ یہ ظاہر کرتا ہے جیسے آپس میں لڑرہے ہیں، جدید ٹکنالوجی نے ہماری بہت سی ادبی روایات کو تہہ تیغ کردیا ہے یعنی اس دور میں تہذیبی، ادبی اور ثقافتی اقدار یکسر ختم ہوچکی ہیں۔ آج کے تعلیم یافتہ اس نئی ٹیکنالوجی کے اسیر ہوچکے ہیں۔ ان کی پوری زندگی اس نئی ٹیکنالوجی کی بھینٹ چڑھ رہی ہے، ادبی محفلیں جو اپنی رونق اور آب وتاب کی وجہ سے اپنا ایک خاص تاثر رکھتی تھیں، زوال پذیر ہورہی ہیں۔ اس جدید ٹیکنالوجی کے اسیر اس بات سے قطعی بے خبر ہیں کہ ہمارے والدین ہم سے گفتگو کرنے کے خواہشمند ہیں، لیکن اس موبائل سے ہی ان کو چھٹکارا حاصل نہیں ہوتا کہ وہ والدین سے گفتگو کریں۔ گھر آنے والے مہمانوں کا استقبال کرنا اور خاطر تواضع کرنا اب قصہ پارینہ بنتا جارہا ہے۔ اس طرح یہ مغربی موسیقی اور لباس کے شیدائی یعنی مغربی تہذیب کے علمبردار اندھیروں میں گرتے جارہے ہیں، انہیں کچھ نہیں معلوم کہ ہم کیا کررہے ہیں، کہاں جارہے ہیں، اور کیا عمل انجام دے رہے ہیں اور کیا ہورہا ہے۔ معاشرے میں ان کے بارے میں کیا تاثر پیدا ہورہا ہے۔

طالب علم اور تعلیم یافتہ دونوں ہی مادہ پرستی کے زیراثر ہیں اور اس لیے روحانیت سے دور ہوتے جارہے ہیں، لیکن مذہب اسلام کی اپنی ایک روحانی کشش ہے جو لوگوں کو اپنی جانب کھینچتی ہے اور لوگ پرسکون زندگی گزاررہے ہیں۔ اس روشنی میں معاشرے میں دینی ماحول بنا رہنا انتہائی ضروری ہے کیونکہ اس کے ذریعہ اخلاقی، تہذیبی اور روحانی اقدار کو فروغ ملتا ہے اور بڑوں کیلئے عزت واحترام کا باعث ہے۔ خدا نے قرآن اس لیے نازل کیا کہ دنیا میں امتیاز ختم ہو اور مساوات پیدا ہوں، سب کو برابر کے حقوق حاصل ہوں۔ بلاامتیاز رنگ ونسل و مذہب سب کے ساتھ مساوات کا عمل انجام دیا جائے۔ انسان کی زندگی میں امن وسلامتی سب سے اہم ہے، لیکن یہ امن وسلامتی صرف مسلمانوں کیلئے ہی نہیں ہے، بلکہ ہر مذہب کے ماننے والوں کیلئے بھی ضروری ہے۔ اسلام نے ہر طرح سے انسانیت کو ترجیح دی ہے تاکہ انسان ایک دوسرے کے ساتھ ہمدردی اور احترام سے پیش آئیں۔ خدا اس شخص کو بہت پسند کرتا ہے جو مخلوق سے محبت اور خیرخواہی کرتا ہے۔ ایک عابد و زاہد کا دل ودماغ بغض، حرص، حسد، کینہ، جلن، خار اور غیبت سے پاک ہونا ضروری ہے کیونکہ یہ عناصر خود اس کے اپنے لیے بہت مضر ہیں بلکہ بدترین نفسیاتی بیماری ہے جس سے دور رہنا ضروری ہے۔

یہ عناصر اس کی عبادت کو بھی گناہ آلود بنادیں گے، ایسے لوگوں کو معاشرے میں اچھی نگاہ سے نہیں دیکھا جاتا اور ایسے لوگوں کی وجہ سے معاشرے میں بھی خرابیاں پیدا ہوتی ہیں۔ حق اور سچ کی اہمیت یہ ہے کہ اس کا دامن کبھی نہیں چھوڑنا چاہیے۔ حق بات کرنے والوں کو حق بجانب قرار دینا چاہیے۔ اس سے بڑھ کر کوئی کارنمایاں نہیں ہے کہ آپ کسی بے سہارا کا سہارا بنیں۔ اس سے خدا بہت خوش ہوتا ہے اور اجر بھی دیتا ہے۔ آپ رحم دل اس صورت میں سمجھیں جائیں گے کہ اگر آپ یتیموں، بیواؤں کا حق نہیں ماریں گے کیونکہ دنیا میں انسانیت کی اہمیت ہے جس نے اس کا دامن چھوڑا خدا نے اس کو چھوڑ دیا۔ اسلام دین فطرت ہے اسی لیے انسان ضمیر کا مالک ہے اور یہ ضمیر ہی انسان کو برے کاموں سے روکتا ہے اور اچھے عمل کرنے کی ترغیب دیتا ہے، یعنی سچے ضمیر کی آواز پر انسان عمل کرے گا تو ثواب کی جانب جائے گا۔ ایسے لوگوں کو معاشرے میں احترام کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے یعنی اس طرح کے عناصر جب لوگوں میں موجود ہوں گے تو معاشرہ خود بہ خود بہترین صورت میں نظر آئے گا۔

معاشرے کی مضبوطی اس بات پر منحصر ہے کہ ازدواجی رشتے پرخلوص اور محبت سے سرشار ہوں، کیونکہ ان رشتوں میں ہم آہنگی اسی صورت میں پیدا ہوسکتی ہے کہ جب دونوں طرف کے افراد ایک دوسرے کی اہمیت، عزت واحترام کو ملحوظ خاطر رکھیں گے۔ ازدواجی زندگی اس صورت میں کامیاب رہے گی کہ دونوں افراد مزاجی اعتبار سے ایک دوسرے کو سمجھیں گے۔ زندگی میں نشیب وفراز تو آتے ہی رہتے ہیں، لیکن ان کا مقابلہ خلوص و ایثار کے ساتھ دونوں کو مل کر کرنا چاہیے۔

معاشرے کی بہتری اور بھلائی اسی میں ہے کہ عوام تعلیم حاصل کریں اور اعلیٰ مقام تک پہنچیں کیونکہ انسان کیلئے تعلیم ہی ایک ایسا ذریعہ ہے جس کے حاصل کرنے سے باشعور رہتا ہے، لیکن تعلیم حاصل کرنے کے باوجود تعلیم یافتہ اخلاق سے محروم نظر آتے ہیں، انسان کیلئے جہاں تعلیم ضروری ہے کہ وہاں تربیت کو بھی اہمیت حاصل ہے۔

دلت خواتین کے خلاف جنسی جرائم: لمحہ فکریہ

ذات پات کے سماجی نظام میں انتہائی کم حیثیت سمجھے جانے والی دلت خواتین کے خلاف جنسی تشدد کے واقعات میں تشویش ناک اضافہ ہورہا ہے۔ قصورواروں کے خلاف ٹھوس قانونی کارروائی نہیں ہونے کے سبب صورت حال مزید ابتر ہوسکتی ہے۔ اترپردیش کے ضلع لکھیم پور کھیری میں گزشتہ ہفتے پندرہ اور سترہ برس کی دو بہنوں کی لاشیں درخت سے لٹکی ہوئی پائی گئیں۔ پوسٹ مارٹم رپورٹس کے مطابق ان کے ساتھ جنسی زیادتی کی گئی اور گلا گھونٹ کر قتل کیا گیا۔ پولیس نے گینگ ریپ اور قتل کے الزام میں چھ افراد کو گرفتار کرلیا ہے۔

یہ واقعہ بھارت میں تقریباً آٹھ کروڑ دلت خواتین کو درپیش جنسی تشدد کے مسئلے کی تازہ کڑی ہے۔ دلت خواتین بھارت کے صدیوں پرانے ذات پات کے سماجی نظام میں روایتی طور پر سب سے کم سطح پر سمجھی جاتی ہیں۔ لکھیم پور کھیری کے واقعہ نے 2014 میں ہونے والے اسی طرح کے واقعے کی خوفناک یادیں تازہ کردیں جب اترپردیش کے ہی بدایوں ضلع میں دو کمسن بہنوں کا اغوا اور ان کو گینگ ریپ کے بعد قتل کرکے لاشوں کو ایک درخت سے لٹکا دیا گیا تھا۔

اس واقعہ کے خلاف بڑے پیمانے پر احتجاجی مظاہرے ہوئے تھے اور اقوام متحدہ کو قصورواروں کے خلاف فوراً کارروائی کرنے کی اپیل کرنی پڑی تھی۔ 2020 میں بھی اترپردیش کے ہی ہاتھرس ضلع میں اعلیٰ ذات کے ہندوؤں نے ایک 19 سالہ دلت لڑکی کو گینگ ریپ کے بعد قتل کردیا تھا۔ اس واقعے نے بھی دلتوں کے مسلسل استحصال کی جانب لوگوں کی توجہ مبذول کرائی تھی۔ متبادل نوبل انعام کے نام سے مشہور رائٹ لائیولی ہڈ ایوارڈ یافتہ سماجی کارکن رتھ منورما نے ڈی ڈبلیو سے بات چیت کرتے ہوئے کہا: ''دلت خواتین اور لڑکیوں کے ساتھ ریپ دراصل ان کے وجود اور وقار کو کچل دینے کی کوشش ہے۔ سماجی نظام کے حساب سے اعلیٰ ذات کے سمجھے جانے والے مرد اپنی طاقت کا مظاہرہ کرنے، دلت خواتین کی توہین کرنے اور ان کے ساتھ غیرانسانی سلوک کرنے کے لیے جنسی تشدد کا استعمال کرتے ہیں۔''

بھارت کے نیشنل کرائم ریکارڈز بیورو کی رپورٹ کے مطابق دلت ذات کے افراد کے ساتھ ہونے والے جرائم کے تقریباً 71000 کیسز 2021 کے اواخر تک زیرالتوا تھے۔ دلت خواتین کے ساتھ جنسی تشدد کے سب سے زیادہ واقعات اترپردیش، بہار اور راجستھان میں پیش آتے ہیں دلت خواتین کے ساتھ جنسی تشدد کے سب سے زیادہ واقعات اترپردیش، بہار اور راجستھان میں پیش آتے ہیں۔ دلت خواتین کے ساتھ جنسی تشدد کے سب سے زیادہ واقعات اترپردیش، بہار اور راجستھان میں پیش آتے ہیں۔

اعداد وشمار سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ 2015 سے 2020 کے درمیان دلت خواتین کے ساتھ ریپ کے واقعات میں 45 فیصد کا اضافہ ہوا۔ تاہم حقیقی تعداد اس سے کہیں زیادہ ہوسکتی ہے کیونکہ بیشتر کیسز پولیس میں درج ہی نہیں ہوپاتے ہیں۔ بھارت میں دلت خواتین کے ساتھ جنسی تشدد کے سب سے زیادہ واقعات اترپردیش، بہار اور راجستھان میں پیش آتے ہیں۔ پورے ملک میں دلت خواتین کے خلاف ہونے والے جنسی تشدد کے واقعات کا نصف سے بھی زائد ان تین ریاستوں میں درج کیے گئے۔

دلتوں کے حقوق کے لیے سرگرم تنظیم دلت ہیومن رائٹس کی جنرل سکریٹری بینا پالیکل نے ڈی ڈبلیو سے بات چیت کرتے ہوئے کہا: ''اترپردیش میں بھارتی دلتوں کے خلاف جرائم کی شرح سب سے زیادہ ہے۔ "انہوں نے مزید کہا" خواتین کمیشن ایسے واقعات کے خلاف ایک لفظ بھی نہیں بولتا ہے۔ ملک کے پورے عدالتی نظام پر از سر نو غور کرنے کی ضرورت ہے۔ ہمیں دلت خواتین کو تحفظ فراہم کرنے کا مطالبہ کرنا چاہیے۔''

دلت خواتین کو ایک ساتھ تین طرح کے مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ ایک عورت ہونے کی وجہ سے، دوسرا ذات کی بنیاد پر اور تیسرے نمبر پر اقتصادی طور پر پسماندہ ہونے کی وجہ سے دلت خواتین کے ساتھ ریپ کے واقعات میں 45 فیصد کا اضافہ ہوا دلت خواتین کے ساتھ ریپ کے واقعات میں 45 فیصد کا اضافہ ہوا۔

1990 کی دہائی کے اوائل سے دلتوں کے حقوق کی تحریک میں تیزی آنے کے ساتھ ہی ان کے خلاف تشدد کے واقعات میں بھی اضافہ ہوا ہے۔ سخت قوانین اور حکومت کے وعدوں کے باوجود ذات پات پر مبنی قتل، سماجی تفریق اور دیگر خلاف ورزیاں روز کا معمول بن گئی ہیں۔

خواتین کے حقوق کی ایک بین الاقوامی تنظیم ''ایکوالٹی ناؤ'' کی 2020 کی ایک رپورٹ کے مطابق ''دلت خواتین اور لڑکیاں بالعموم انصاف سے محروم رہ جاتی ہیں بالخصوص اگر جرم کرنے والے شخص کا تعلق بھارتی سماجی نظام میں اعلیٰ درجے سے ہو''

سماجی کارکنوں کا کہنا ہے کہ بھارت میں یوں تو دلتوں کے خلاف جرائم کے لیے سخت قوانین موجود ہیں لیکن ان پر شاذ ونادر ہی عمل ہوپاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دلت خواتین کے خلاف جنسی تشدد کے واقعات کم ہونے کا نام نہیں لے رہے ہیں۔ (مرلی کرشنن بحوالہ ڈی ڈبلیو ڈاٹ کام)

تعلیم کا موجودہ منظر نامہ: پریشان کن اور تشویشناک

ڈاکٹر سید احمد قادری

کسی بھی ملک وقوم کی ترقی اور خوشحالی اس وقت تک ممکن نہیں، جب تک اس ملک کا تعلیمی نظام معیاری نہ ہو۔ تعلیم ایک کارآمد شعبہ ہے، جس سے ملک وقوم کی تقدیر بدل سکتی ہے۔ یہی وجہ رہی کہ تعلیم کی ہر عہد اور زمانے میں اہمیت اور افادیت کو تسلیم کیا گیا ہے۔ تعلیم سے نہ صرف ترقی کی نئی راہیں کھلتی ہیں، بلکہ نئے اور مثبت افکار وخیالات کے دریچے وا ہوتے ہیں۔ ایک نظر اٹھا کر دیکھا جائے تو اندازہ ہوگا کہ سائنس وٹیکنالوجی ہو، ادب یا آرٹ ہو، سیاست ہو یا سماجی یا دیگر میدان، ان تمام علوم وفنون میں جن لوگوں نے قومی یا بین الاقوامی سطح پر شہرت اور مقبولیت حاصل کی، وہ پہلے زیور تعلیم سے آراستہ ہوئے، اس کے بعد ہی انہوں نے اپنے اپنے میدان عمل میں کارہائے نمایاں انجام دے کر اپنی ایک الگ شناخت قائم کی ہے۔ حکومت کی جانب سے اس کے لئے ایک بڑا محکمہ اور بڑا بجٹ مختص کیا جاتا ہے، تاکہ ملک کا کوئی بھی بچہ تعلیم کی بنیادی نعمت سے محروم نہ رہے۔ اس لئے کہ آج کے یہی بچے کل ملک وقوم کے مستقبل ہوں گے، ان ہی پر سماج، قوم اور ملک کا انحصار ہوگا۔

لیکن افسوسناک پہلو یہ ہے کہ اس وقت ہمارے ملک بھارت کا جو موجودہ تعلیمی منظر نامہ ہمارے سامنے ہے، وہ نہ صرف حیران کن بلکہ پریشان کن اور تشویشناک ہے۔ نظام تعلیم اور نصاب تعلیم کو ایک خاص نظریہ کا پابند بنانے کے لئے ہمارے ملک کی برسہابرس کی گنگا جمنی تہذیبی روایات اور سماجی اقدار کو پامال کرنے کی منظّم اور منصوبہ بند کوشش کرتے ہوئے آپسی محبت، بھائی چارگی، اخوت، پیار، یکجہتی اور اتحاد واتفاق کو ختم کر منافرت، عداوت، تعصب اور فرقہ واریت کے زہر سے نظام تعلیم اور نصاب تعلیم کو آلودہ کیا جارہا ہے۔ اس کے لئے ایک جانب سرسوتی ششو مندر، ودیا بھارتی اور وانی ششو مندر وغیرہ جیسے لاکھوں اسکولوں میں معصوم بچوں کے ذہن کو بعض مذاہب، خاص طور پر اسلام مخالف پروپگنڈہ کے ذریعہ زہر آلود کیا جارہا ہے تاکہ یہ جب سن بلوغت کو پہنچیں، تو یہ دیکھیں کہ ہمارے اسلاف پر مسلمانوں نے کیسے کیسے مظالم ڈھائے ہیں۔ اس کے لئے ملک کے طول وعرض میں چھوٹے اور معصوم بچوں کو باضابطہ 'ہندتوا' ایجنڈے کے تحت تعلیم وتربیت دی جارہی ہے۔ اس کے لئے ان اسکولوں نصاب میں دینا ناتھ بترا، اتل راوت اور جے ایس راجپوت وغیرہ کے منافرت سے بھرے مضامین کی شمولیت کے ساتھ ساتھ شیاما پرساد مکھرجی، گوالکر، ساورکر اور گوڈسے جیسے فرقہ پرستوں کی فرضی داستانوں کو نصاب میں شامل کر نیا نصاب تیار کیا جارہا ہے۔

اس سلسلے میں بی جے پی کی حکومت والی ریاستوں میں بہت تیزی سے کام ہورہا ہے۔ راشٹریہ سیوم سنگھ نے اپنے 'ہندتوا' ایجنڈے کو نافذ کرنے کے مقصد سے تعلیمی نظام کو پوری طرح بھگوا کرن کے لئے باضابطہ ایک مشاورتی کمیٹی تشکیل دی تھی۔ اس آرایس ایس کی ایک ذیلی تنظیم 'شکشا سنسکرتی' نے بھارتی شکشا نیتی آیوگ قائم کی ہے۔ جس کا سربراہ دینا ناتھ بترا کو بنایا گیا تھا، جو کہ سنگھ کے اسکول ودیا بھارتی کے جنرل سکریٹری کی حیثیت سے سنگھ کے ایجنڈے کے مطابق اپنی خدمات انجام دے چکے ہیں۔ ان کی رہنمائی میں ان دنوں بہت تیزی سے نظام تعلیم اور نصاب تعلیم کے نفاذ کا کام انجام دیا جارہا ہے اور نئی اور فرضی تاریخ لکھ کر کے نصاب میں شامل کر معصوم ذہن کے بچوں کو یہ بتانے کی کوشش ہورہی ہے کہ ہمارے ملک پر مسلم حکمرانوں نے ظلم وستم ڈھا کر اپنا تسلط قائم کیا تھا اور یہ مسلم حکمراں دراصل حملہ آور اور لٹیرے تھے اور ہندو قوم کا استحصال کیا کرتے تھے۔ اس ضمن میں سنگھ کے سربراہ موہن بھاگوت کا یہ بیان فرقہ پرستوں کے لئے بہت اہمیت کا حامل ہے کہ 'تاریخ کا بھگوا کرن ضروری ہے'۔ اس کے لئے ہر سطح پر کوششیں جاری ہیں۔ نصابی کتابوں کے ساتھ ساتھ نئی کتابیں بھی لکھی جارہی ہیں۔ انٹرنیٹ پر جو تاریخی حقائق ہیں، انہیں بہت چالاکی سے تبدیل کیا جارہا ہے، تاکہ برسہابرس کے بعد آنے والی نسلیں ان ہی فرضی تاریخ کو حقائق پر مبنی تاریخ سمجھیں۔ انتہا تو یہ ہے کہ میڈیکل سائنس کے نصاب میں بھی اب رامائن اور مہابھارت کو شامل کیا گیا ہے۔ زعفرانی رنگ میں رنگے نصاب کو اس حد تک مضحکہ خیز بنا دیا گیا ہے نہ صرف ملک بلکہ بیرون ممالک میں بھی ایک مذاق بن گیا ہے۔ ساورکر کو ہیرو بنانے اور ان کے انگریزوں سے بار بار معافی مانگنے کی ذلت کو چھپانے کے لئے بے سر پیر کی ایسی بات شامل کی گئی کہ وہ جب جیل میں قید تھے ان کے کمرہ میں ایک بھی روشن دان نہیں تھا اور بلبل اٹھیں اپنی پیٹھ پر بٹھا کر قید خانہ سے باہر گھمانے لے جاتی تھی۔ یہ مضحکہ خیز بات صرف اس لئے نصاب میں شامل کی گئی ہے کہ لوگ اس ذلت کو بھول جائیں۔ ایسی بے تکی بہت ساری باتوں سے معصوم بچوں کے ذہن کو پراگندہ کیا جارہا ہے۔

ملک میں نئی تعلیمی پالیسی جس کا ان دنوں بہت چرچہ ہے۔ اس کے مسودے کو بہت جلد بازی میں پارلیمنٹ سے بغیر بحث ومباحثہ کے پاس کرایا گیا تھا۔ اس نئی تعلیمی پالیسی کی ترتیب وتدوین میں بلاشبہ آرایس ایس کا بڑا اہم کردار رہا ہے۔ اس مسودہ کی تیاری کمیٹی میں آرایس ایس کے کئی سرکردہ افراد شامل رہے اور کمیٹی میں ان کے مطالبات کو ترجیح بھی دی گئی۔ اس متعصب اور نجکاری کی جانب لے جانے والی نئی تعلیمی پالیسی پر ایک نظر ڈالیں تو پل بھر میں ہمیں اندازہ ہو جائے گا کہ اس میں برہمن واد کو پوری طرح تقویت دینے کی مبینہ کوشش کی گئی ہے۔ اس پالیسی کے نفاذ سے قبل کے حالات اور کوششوں کو ہم دیکھیں اور آرایس ایس کی سرگرمیوں پر بھی ایک نظر ڈالیں تو ہمیں بہت واضح طور ان کی متعصّبانہ کوششیں دیکھنے کو ملیں گی۔

آرایس ایس نے دلی میں ہزاروں ماہرین تعلیم کے ساتھ ساتھ پچاسوں یونیورسیٹیوں کے وائس چانسلروں کو مدعو کر دوروزہ تعلیمی ورکشاپ کا انعقاد کر کے نئے تعلیمی نظام اور نئے نصاب کی جانب واضح اشارہ دیا تھا۔ حیران کرنے والی بات یہ ہے کہ اس ورک شاپ کا حکومت کی ایما پر نہیں بلکہ آرایس ایس سربراہ موہن بھاگوت کی مرضی پر انعقاد کیا گیا تھا۔ اس ورکشاپ کو مخاطب کرتے ہوئے موہن بھاگوت نے بہت صاف طور کہا تھا کہ ملک کے تعلیمی نظام اور نصاب میں ہندوستانیت کے نقطۂ نظر کی کمی ہے، جنہیں اجاگر کرنے کا اب مناسب وقت آگیا ہے۔

موہن بھاگوت نے یہ بھی اشارہ دیا تھا کہ ہندوستان میں تعلیمی نظام ماہرین تعلیم کے ہاتھوں میں ہے، اس لئے کسی سرکار کو درمیان میں لائے بغیر اس کام میں سرعت لائی جائے۔ اس موقع پر اس ورک شاپ کے کنوینر پروفیسر پرکاش سنگھ نے بھی اپنی تقریر میں بہت صاف لفظوں میں کہا تھا کہ ہم پہلے پروفیسروں اور دیگر اساتذہ کا ذہن بدلنا چاہتے ہیں، پھر ہماری کوشش ہوگی کہ طالب علموں کی ذہنی تربیت کی جائے۔ اس ورک شاپ میں کئے جانے فیصلوں پر سرکاری مہر لگاتے ہوئے موجودہ مرکزی وزیر پرکاش جاوڈیکر نے پارلیمنٹ میں اپنے ایک بیان میں کہا کہ اعلیٰ تعلیم کے ساتھ اسکولی تعلیم کی بہتری کے لئے ضروری تبدیلی کی جائے گی۔

اس امر سے انکار نہیں کیا جاسکتا ہے کہ سنگھ کا نظریہ بہت واضح طور پر ہندو راشٹر کا ہے۔ جس کی حصولیابی کے لئے سنگھ نے حکومت کے تعاون سے یہ کام سرانجام دیتے ہوئے اپنے نصب العین کو مزید فروغ دینے کے لئے اپنے ایک اہم مرکز 'انڈیا پالیسی فاؤنڈیشن' نے مرکزی حکومت کو 'انڈین انسٹی چیوٹ آف کلاسیکل اسٹڈیز' کو تشکیل دینے کا بھی مشورہ دے چکا ہے کہ بیرون ممالک میں بھی اپنی نئی تاریخ، ہندو تہذیب وثقافت کو دور دور پھیلا سکیں۔ ملک کے تاریخی حقائق کو مسخ کرنے کی کوششوں میں عالمی شہرت یافتہ قطب مینار اور تاج محل وغیرہ جیسی تاریخی عمارتوں کی تاریخ بدلنے کی کوششیں تو چل ہی رہی ہیں۔ ٹیپو سلطان، اشفاق اللہ خاں، عظیم اللہ خاں، بدرالدین طیب جی، حکیم اجمل خاں، مولانا شوکت علی، مولانا محمد علی، مختار احمد انصاری، سیف الدین کچلو، آصف علی، محمد برکت اللہ، یوسف مہر علی، مولانا آزاد، مظہر الحق، رفیع احمد قدائی وغیرہ کو بھی تاریخ کے اوراق سے حذف کر ہی دیا گیا ہے۔ اب بابائے قوم مہاتما گاندھی اور پنڈت نہرو کو بھی فراموش کیا جارہا ہے۔ مہاتما گاندھی کو کس نے قتل کیا تھا، تاریخی حقیقت کو اب غائب کر کے ان کے قاتل گوڈسے کو ہی قومی ہیرو بنا کر پیش کیا جارہا ہے۔ آٹھویں کلاس کی سوشل اسٹڈیز کے نصاب سے مجاہد ہند اور ملک کے پہلے وزیر اعظم پنڈت نہرو کو سرے سے ہٹا دیا گیا ہے۔ ان کے ساتھ ساتھ سروجنی نائڈو، مدن موہن مالویہ بھی نصاب سے معدوم کر دیے گئے ہیں۔ ان کی جگہ مجاہد آزادی کے پرہیمو کالانی کو شامل کیا گیا ہے۔ آزادیٔ ہند میں بہت اہم کردار ادا کرنے والے ان تاریخ ساز شخصیات کو اس طرح منظّم اور منصوبہ بند سازش کے تحت نظر انداز کئے جانے پر راجستھان کے وزیر اعلیٰ اشوک گہلوت نے احتجاج درج کرتے ہوئے کہا تھا کہ 'تاریخ پر پردہ ڈالنے کی یہ کوشش اس کڑوی سچائی کو چھپا نہیں سکتی کہ قوم پرستی کا دم بھرنے والے آرایس ایس نے جنگ آزادی سے نہ صرف اپنے کو دور رکھا تھا، بلکہ سول نافرمانی سے لے کر انگریز و ہندوستان چھوڑ و تحریک کی مخالفت بھی کی تھی'۔ اس معاملے میں ریاست ہریانہ میں بھی سبقت لے جاتے ہوئے بچوں کے چھٹے کلاس سے بارہویں درجات تک کے نصابی کتابوں میں پرانے مجاہد آزادی اور سرکردہ قومی شخصیات کو ہٹا کر جن سنگھ اور راشٹریہ سیوم سنگھ کے بہت سارے متنازعہ لوگوں کو جگہ دی گئی ہے۔ ہریانہ کے وزیر تعلیم نے اپنے منصوبے کے نافذ کرنے کا عزم کا اظہار کرتے ہوئے یہاں تک کہا کہ 'آرایس ایس کے ذریعہ دی جانے والی اخلاقی تعلیم طلبا کی زندگی میں اہم کردار نبھائے گی، اس لئے نئے نصاب کا مقصد طلبا کو اچھا شہری بنانا ہے۔ اس بیان کے بعد اب کیا کہا جائے کہ جو نصاب فرقہ واریت کے زہر سے آلودہ ہو، اس نصاب سے کس طرح معصوم بچوں کی ذہن سازی ہوگی۔

جس ہٹ دھرمی اور بہانگ دہل ملک کی شاندار تاریخ کو بدلنے کی مذموم کوششیں ہورہی ہیں، انہیں دیکھتے ہوئے بے اختیار یہ بات یاد آتی ہے کہ جن ممالک میں تاناشاہی کا دور دورہ ہوتا تھا، وہاں ان ممالک کے تاناشاہوں نے اپنے من مطابق تاریخ لکھوائی اور اپنی ناپسندیدہ تاریخ ساز شخصیات کے ذکر کو بھی ناپسند کیا۔ سوویت سنگھ اور کئی دوسرے ایسے ممالک میں ایسے تاریخی ستم خوب روا رکھے گئے۔ لیکن کسی جمہوری ملک کے لئے یہ کس قدر افسوسناک بلکہ تشویشناک صورت حال ہے، اس کا اندازہ ابھی تو نہیں، لیکن کچھ عرصہ بعد ہوگا جب ایک نسل جوان ہو کر سامنے آئے گی اور وہ ان سوالات کے جواب حقائق کے تناظر میں مانگے گی۔ ویسے ملک کی تاریخ پر آرایس ایس کا اعتراض کوئی نیا نہیں ہے۔ مرار جی دیسائی کی حکومت میں بھی، مئی 1977ء میں جن سنگھ کے کارندوں نے ایک میمورنڈم اس بات کے لئے دیا تھا کہ رومیلا تھاپڑا، بپن چندرا، اے ترپاٹھی، برون ڈے وغیرہ کی مختلف عنوانات کے تحت تاریخ پر لکھی گئی کتابوں کو اس بنیاد پر واپس لیا جائے کہ ان کتابوں میں مسلم حکمرانوں کی زیادتیوں کو نشان زد نہیں کیا گیا ہے۔ 23 جولائی 1978ء کے 'آرگنائزر' کے مطابق ان تاریخ دانوں کی کتابوں کو نصاب سے ہٹانے کیلئے تحریک چلانے کی بھی دھمکی دی گئی تھی۔ لیکن جنتا پارٹی کی حکومت نے ایسے میمورنڈم اور مطالبوں کو کوئی اہمیت نہ دیتے ہوئے رد کر دیا تھا۔ لیکن جب مرکز میں اٹل بہاری باجپئی کی حکومت برسراقتدار آئی تھی تو اس وقت کے وزیر تعلیم مرلی منوہر جوشی نے بھی نصاب میں شامل کرنے کے لئے کئی تاریخ دانوں سے نئی اور ان کے مطابق تاریخ لکھنے کے لئے آمادہ کیا تھا۔ اُس وقت NCERT کی کتابوں میں بہت ساری تبدیلیاں بھی ہوئی تھیں، لیکن کافی احتجاج کے بعد ان تبدیلیوں کو واپس لے لیا گیا تھا۔ ان دنوں تاریخ کی تبدیلی پر بہت سنجیدگی سے کام ہورہا ہے۔ دیکھا جائے کہ تاریخ کی نئی نئی کتابیں اپ ڈیٹ ہونے کے بعد کس کس شکل میں سامنے آتی ہیں۔ ویسے تعلیمی پالیسی کی زہرناکی کو سمجھتے ہوئے اے آئی ڈی ایم کے، کے صدر ای کے اسٹالن کی یہ بات حقیقت سے بہت قریب نظر آتی ہے کہ 'نیا تعلیمی نظام پرانے جابرانہ منوسمرتی نظام پر ایک خوشنما لبادہ کے سوا کچھ نہیں'۔ وہیں اکھلیش یادو کے مطابق 'نئی تعلیمی پالیسی آرایس ایس کے نظریات کو فروغ دیتی ہے' اس نئی تعلیمی پالیسی میں مادری زبان میں تعلیم حاصل کرنے پر زور دیا گیا ہے لیکن افسوس کہ مادری زبان میں اردو زبان کو جگہ نہیں دی گئی ہے۔ یہ سارے مسئلے نئی تعلیمی پالیسی پر بہت سارے سوالات کھڑے کرتے ہیں، جن کا تدارک ضروری ہے۔

سائنس کے میدان میں مسلمانوں کی خدمات

عبیدالرحمن ندوی

یہ بات ملحوظ رکھنی چاہئے کہ اسلام ترقی اور فروغ کی راہ میں کبھی رکاوٹ نہیں رہا ہے۔ تاریخ دنیا کے دیگر مذاہب کی سائنس اور ٹکنالوجی کے میدان میں اہم کردار ادا کرنے کی ایک بھی مثال نہیں پیش کرسکتی ہے جیسا کہ اسلام نے ادا کیا ہے۔ بیسویں صدی کے معروف عالم دین مفکر اسلام مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ کے الفاظ میں:-''یورپی احیاء کا کوئی واحد گوشہ نہیں ہے جو اسلامی فکر کا مقروض نہ ہو۔ اسلام نے یورپ کو ایک نئی زندگی دی ہے۔

محمد اسد نے اپنی کتاب ''اسلام ایٹ دی کراسروڈس'' میں بالکل صحیح کہا ہے کہ:- تاریخ بغیر کسی شک کے امکان کے یہ ثابت کرتی ہے کہ کسی مذہب نے سائنسی ترقی کو اتنی ترغیب نہیں دی ہے جتنی کہ اسلام نے دی ہے۔ تعلیم اور سائنسی تحقیق کو جو حوصلہ افزائی دین اسلام سے ملی اسی کے نتیجہ میں عہد بنی امیہ، عہد عباسی اور عربوں کے اندلس میں دور حکومت کے دوران شاندار ثقافتی کامیابیاں حاصل ہوئیں۔ یورپ کو یہ اچھی طرح جان لینا چاہئے کہ یہ اسلام کا اتنا ہی مقروض ہے جتنا کہ صدیوں کی تاریکی کے بعد نشأۃ ثانیہ کا۔ میں اس کا ذکر اس لئے نہیں کررہا ہوں کہ ہم خود پر فخر کریں ان شاندار یادوں میں کھو کر ایک ایسے وقت جب عالم اسلام نے اپنی سنت بھلا رکھی ہو۔ ہمیں حق نہیں حاصل ہے کہ اپنی موجودہ بدبختی کے ساتھ ماضی کے کارناموں پر فخر کریں۔ بلکہ ہمیں اس بات کا احساس ہونا چاہئے کہ یہ مسلمانوں کی غفلت تھی، نہ کہ اسلامی تعلیمات میں کوئی کمی تھی جو موجودہ بربادی کا سبب بنا۔

انہیں خیالات کا اظہار مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی، ناظم ندوۃ العلماء، لکھنؤ اور صدر آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ نے بھی کیا ہے:

''قرون وسطیٰ میں جب یورپ تاریکی اور جہالت کے دور سے گزر رہا تھا، مسلم دنیا میں علماء، مفکرین، ماہر تعلیمات اور طبعی اور سماجی علوم کے ممتاز اساتذہ پیدا ہو رہے تھے۔ یورپی مصنفین نے بسا اوقات اس بات کا اعتراف بھی کیا ہے کہ یورپ نے ترقی کی راہ پر قدم بڑھانے سے قبل چھ سو سالوں تک مسلمانوں کی تحقیقات کو سیکھا اور اس سے استفادہ کیا ہے۔ مارکوئس کے الفاظ میں:-''یہ مسلمانوں کا ہی علم تھا، مسلمانوں کا ہی فن تھا اور مسلمانوں کا ہی ادب تھا کہ جس کا یورپ بڑی حد تک مقروض ہے، قرون وسطیٰ کی تاریکی سے نجات حاصل کرنے میں''۔

ڈاکٹر رابرٹ بریفالٹ نے بالکل صحیح بیان کیا ہے کہ یورپ میں سائنس کی نشو ونما تحقیق کے نئے جذبے، تفتیش کے نئے طریق کار، تجرباتی طریق کار، مشاہدہ، پیمائش، ریاضی کا فروغ ایک ایسی شکل میں جو یونانیوں کے لئے غیر معروف تھا کے نتیجے میں ہوئی۔ اور وہ جذبہ اور وہ طریق کار یورپی دنیا میں عربوں (مسلمانوں) کے ذریعہ متعارف ہوئی تھی۔

یہ بات قابل ذکر ہے کہ اسلام کی آمد سے پہلے علم کی بنیاد ارسطو کے استخراجی طریقے ڈڈکتیوے میتھڈ پر تھی۔ یہ واضح رہے کہ استخراجی طریقہ کسی نئے علم کا تصور پیش نہیں کرتا بلکہ یہ پرانی چیز کی تصدیق کا تصور پیش کرتا ہے۔ یہ انسان کو دوسرے پر بھروسہ کرنے والا بنا دیتا ہے۔ جبکہ اس کے برخلاف اسلام نے استقرائی طریقہ کا تصور پیش کیا ہے۔ یہ وہ طریقۂ تصور ہے جو نئے نئے علوم کا راستہ دکھاتا ہے اور نئی تحقیق وجستجو کی طرف گامزن کرتا ہے۔ یہ وہی نقطۂ نظر اور طریقۂ کار ہے جس سے سائنس کے سفر کا آغاز ہوتا ہے اور بعد میں یہی استقرائی طریقہ غیر معمولی علمی اور سائنسی ارتقاء کے لئے بہت زیادہ ممد ومعاون ثابت ہوا ہے۔

یہ کہنے کی ضرورت نہیں کہ مسلمان سائنسدانوں نے نہ کہ صرف سائنس کی حقیقی خدمت کی، بلکہ ٹکنالوجی کی بھی کی۔ دیگر الفاظ میں، انہوں نے اپنی سائنسی تحقیقات کا عملاً استعمال کیا۔ انہوں نے ستاروں کا مشاہدہ کیا، اور جہاز رانی کے لئے کوکبی نقشے بنائے۔ ابن یونس نے وقت پیمائی کے لئے پنڈولم کا استعمال کیا۔ ابن سینا نے ہوائی تپش، کاغذ، قطب نما، بندوق، بارود، مسلمان سائنسدانوں کی سائنسی اور تکنیکی ترقیوں کے غیر نامیاتی نظائر جس نے انسانی تمدن میں ایک بے نظیر انقلاب بپا کردیا کا استعمال کیا۔ (اسلام اینڈ اے وولوشن آف سائنس صفہ 15)

سائنس کی مختلف شاخوں پر ممتاز مسلم مصنفین کی تحریر کردہ کچھ اہم کتابوں کا حوالہ دینا بے محل نہ ہوگا:- الفارابی (ابونصر محمد بن محمد ف ۳۳۹ھ) کی ''احصاء العلوم''، چوتھی نصف صدی ہجری کی ''رسائل اخوان الصفا و خلان الوفاء''، الخوارزمی (محمد بن احمد بن یوسف، ف ۳۸۷ھ) کی ''مفاتیح العلوم''، ابن الندیم (محمد بن اسحاق، ف ۴۳۸ھ) کی ''الفہرست''، ابن سینا، (ف ۴۲۸ھ) کی ''اقسام العلوم العقلیۃ''، ابن حزم (ف ۴۵۶ھ) کی ''مراتب العلوم''، الابیون (ابو المظفر محمد بن محمد ف ۵۰۷ھ) کی ''طبقات العلوم''، ابن خلدون (ف ۸۰۸ھ) کی ''المقدمۃ''، طاش کبری زادہ (ف ۹۶۸ھ) کی ''مفتاح السعادۃ ومصباح السیادۃ فی موضوعات العلوم''، حاجی خلیفہ (ف ۱۰۶۷ھ) کی ''کشف الظنون عن أسامی الکتب والفنون''، تھانوی (محمد بن علی ف بعد ۱۱۵۸ھ) کی ''کشاف اصلاحات العلوم'' اور نواب صدیق حسن قنوجی (ف ۱۳۰۷ھ) کی ''ابجد العلوم''۔ (Classification of Sciences in Islamic Thought Between Imitation and Originality, Page 8-9)

مسلمانوں کی کچھ سائنسی تصنیفات مغربی تعلیمی اداروں میں پوری پڑھائی گئیں جس نے یورپ میں سائنسی ترقی میں بڑا گہرا اثر ڈالا۔ ابن سینا کی ''القانون''، ابن ہیثم کی ''کتاب المناظر'' اور الزہراوی کی ''کتاب التصریف'' بطور مثال قابل ذکر ہیں۔ ''کتاب القانون'' جو ایک جامع طبی تصنیف ہے اور جسے مغرب میں کینن کہا جاتا ہے کا 1270ء میں عبرانی زبان میں ترجمہ ہوا۔ دو مصنفین نے اس کا ترجمہ لاطینی میں بھی کیا اور یورپ میں اس کے تقریباً تیس ایڈیشن شائع ہوئے۔ پندرہویں صدی میں اس کی متعدد شروحات لکھی گئیں۔ اس تصنیف کا ایک خوبصورت عربی ایڈیشن روم میں ۱۵۹۳ء میں شائع ہوا۔ پندرہویں صدی کے نصف آخر میں یورپی یونیورسٹیوں کا نصف طبی نصاب اس میں شامل تھا اور مونپلیئر اور لووائیں کی یونیورسٹیوں میں یہ 1950ء تک بطور ایک نصابی کتاب کے جاری رہی۔ کتاب کی پہلی جلد کا ترجمہ، بجز اس کے تشریحی حصہ کے، 1930ء میں انگریزی میں ہوا۔

''کتاب المناظر'' کا بھی ترجمہ لاطینی میں کیا گیا۔ اس کتاب کے مصنف ابن الہیثم کو ''الحزن'' کہا جاتا ہے، ایک ایسا نام جو یورپ میں آج تک یاد کیا جاتا ہے۔ جارج سارٹن کے مطابق اس کتاب نے یورپی سائنسدانوں پر گہرا اثر ڈالا ہے (روجر بیکن سے لے کر کیپلر تک یعنی تقریباً چھ سو سال)۔

کتاب التصریف بارہویں صدی کی طب اور جراحی سے متعلق ایک ہمہ گیر تصنیف ہے۔ کتاب التصریف کا ترجمہ کریمونا کے جیرارڈ نے لاطینی زبان میں کیا اور اس کے متعدد ایڈیشین وینس میں 1497ء میں اور بیسل میں 1541ء میں شائع ہوئے۔ یہ 1778ء میں آکسفورڈ میں اصل عربی متن کے ساتھ شائع ہوئی۔ اس ایڈیشن کا ایک نسخہ برٹش میوزیم میں اور ایک باڈلین لائبریری میں موجود ہے۔ اس کا انگریزی ترجمہ 1961ء میں شائع ہوا، اور ایک فرانسیسی ترجمہ 1880ء میں ظہور پذیر ہوا۔ زہراوی کے اس شاہکار کی اہمیت صدیوں تک بطور جراحی کے دستور العمل کے سالیرنو، مانٹپیلئر اور یورپ کے دوسرے شروعاتی اسکولوں میں قائم رہی۔ عظیم یورپی مؤرخین اعتراف کرتے ہیں کہ فن جراحی میں یورپ اپنی ابتدائی ترقی کے لئے زہراوی کا مقروض ہے۔ ڈاکٹر جوزف ہیریس نے ابوالقاسم زہراوی کی شناخت بطور ایک ممتاز جراح کے کی ہے۔ ڈاکٹر ارنالڈ کیمپبل نے اپنی کتاب میں زہراوی پر ایک بڑا مقالہ تحریر کیا ہے جو مغرب میں اس نام کی اہمیت کا انکشاف کرتی ہے۔ انہوں نے عالم آشکارا کیا ہے کہ مغربی سائنسداں جیسے راجر بیکن نے طب اور جراحی کا علم الزہراوی اور ابن رشد کی کتابوں سے حاصل کیا ہے۔

متعدد عربی الفاظ اور سائنسی اصطلاحات جو آج کل یورپی زبانوں میں مستعمل ہیں، مسلمانوں کی جدید سائنس کے تئیں خدمات کی زندہ یادگاریں ہیں۔ علاوہ ازیں، ایشیا اور یورپ کی لائبریریوں میں کتابوں کی ایک بڑی تعداد، مختلف ملکوں کے عجائب خانوں میں محفوظ سائنسی آلات، صدیوں پیشتر تعمیر مساجد اور محلات بھی تاریخ عالم کے اس اہم مظہر کی واضح گواہی دیتی ہیں۔

آج کل کچھ یورپی زبانوں میں مستعمل کچھ عربی الفاظ اور اصطلاحات کا ذکر دلچسپ ہوگا۔ لاطینی، انگریزی اور فرانسیسی میں سیفر اصطلاحات عربی لفظ ''صفر'' سے مشتق ہے (جس کے معنی خالی یا عدم کے ہیں)۔ صفر ایک گنتی ہوتی ہے جو دوسری گنتی کے داہنی جانب لکھی جاتی ہے جس سے اس کی قیمت دس گنا بڑھ جاتی ہے۔ تعجب کی بات ہے کہ اس اصل حقیقت کے باوجود جب ہم لفظ سائنس سنتے ہیں تو ہمارا دھیان یقینی طور پر مغرب کی طرف چلا جاتا ہے۔ اس کی دو وجوہات ہیں: ا۔ متعصب مؤرخین نے مسلمان سائنسدانوں کے بہت سے نام نظر انداز کردیئے ہیں۔ اگر ان میں سے کچھ کا تذکرہ کرتے بھی ہیں تو مسخ شدہ شکل میں۔ غیر مسلموں کی کیا بات کریں، پڑھے لکھے مسلمان بھی نہیں جانتے کہ بوعلی سینا، رازی اور جابر مسلمان تھے۔

ایسے کچھ نام درج ذیل ہیں:

عربی نام	لاطینی نام
ا۔ابوالقاسم الزہراوی	Albucasis
۲۔محمد ابن جابر ابن سنان البطانی	Albetinius
۳۔ابوعلی ابن سینا	Avicenna
۴۔محمد بن زکریا الرازی	Rhazes
۵۔ابن رشد	Averroes
۶۔ابو یوسف یعقوب ابن اسحاق الکندی	Alkindus
۷۔ابوعلی بن الحسین بن الہیثم	Alhazen
۸۔عبدالعزیز بن عثمان بن القبیصی	Alcabitius
۹۔عبدالملک بن ابی العلاز ہر	Avenzoar

یہی مناسب وقت ہے کہ ہم مسلم سائنسدانوں کی خدمات اور انکے کارناموں کو سامنے لائیں، تاکہ ہماری نئی نسل ان کے کارنامے جان سکے اور سائنس کے ان پیشواؤں کی خدمات سے مستفید ہوسکے۔ یہ کتنی بدقسمتی کی بات ہے آج مسلمان تعلیم پر بہت کم توجہ دے رہے ہیں، جبکہ دوسرے لوگ ہمارے پیشرو سائنسدانوں کی خدمات اور کاموں سے مستفید ہو رہے ہیں۔ وقت کی یہ ضرورت ہے کہ ہم اپنے بچوں کو اچھی تعلیم دیں اور انہیں اچھی صفات اور عمدہ معیار سے متصف کریں تبھی ہماری گزشتہ شان دوبارہ لوٹ سکتی ہے۔ علاوہ ازیں ایک نئے تمدن کی تشکیل کے لئے ہم اس پہلی وحی پر عمل کرسکتے ہیں جسے اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے آخری پیغمبر حضرت محمد ﷺ پر نازل کیا تھا۔ ارشاد خداوندی ہے: ''اے محمد! اپنے پروردگار کا نام لے کر پڑھو جس نے عالم کو پیدا کیا، جس نے انسان کو خون کے لوتھڑے سے پیدا کیا، پڑھو اور تمہارا پروردگار بڑا کریم ہے، اس نے قلم کے ذریعہ سے علم سکھایا اور انسان کو وہ باتیں سکھائیں جن کا اس کو علم نہ تھا''۔ (سورۃ العلق: ۵-۱) (ماخوذ تعمیر حیات)

غزوۂ احد کے نتائج واثرات

قاضی زین العابدین میرٹھی

غزوہ بدر کی شکست فاش سے کفارِ مکہ کے گھروں میں کہرام مچ رہا تھا اور ان کے دلوں میں انتقام کے شعلے بھڑک رہے تھے، چنانچہ ایک سال تک تیاریاں کرنے کے بعد وہ تین ہزار کا لشکرِ جرّار لے کر اپنے عزیزوں کے خون کا بدلہ لینے کے لئے نکلے۔ اس مرتبہ ان کے ساتھ ان کی عورتیں بھی تھیں، تاکہ مردوں کو لڑائی کے میدان میں غیرت دلائیں اور کچھ شاعر بھی تھے، تاکہ ان کے رشتہ داروں کے مرثیے سنا سنا کر ان کے جوش کو بھڑکائیں۔ یہ لشکر پوری شان وشوکت کے ساتھ مکہ سے نکل کر مدینہ منورہ کے قریب احد پہاڑ کی وادی میں ایک چشمہ کے کنارے اترا۔

۱۴/شوال ۳ھ کو بعد نماز جمعہ سرکار نامدار صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہزار ساتھیوں کو لے کر باہر نکلے، مگر تھوڑی دور ساتھ جا کر عبداللہ بن ابی منافقوں کا سردار اپنے تین سو ساتھیوں کو ساتھ لے کر واپس لوٹ گیا اور صرف سات سو جاں نثار حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہ گئے۔

بچوں کا شوق جہاد

مدینہ سے باہر آکر جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لشکر اسلام کا جائزہ لیا تو اس میں کچھ نوعمر بچے بھی تھے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ساتھ لے جانا مناسب نہ سمجھا اور بہلا پھسلا کر واپسی پر آمادہ کرنے کی کوشش کی، مگر بچوں کے شوق کا یہ عالم تھا کہ وہ کسی طرح واپس جانے کے لئے تیار نہ تھے، چنانچہ رافع بن خدیج سے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے واپس جانے کیلئے کہا تو وہ پنجوں کے بل تن کر کھڑے ہوگئے، تاکہ بڑے معلوم ہوں، اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا ''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں تو بڑا تیر انداز ہوں'' حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے رافع کو شرکت کی اجازت دے دی۔

سمرہؓ بن جندب بھی رافعؓ کے ہم عمر تھے، لیکن وہ لڑائی میں شرکت سے روک دیئے گئے، انہیں جب معلوم ہوا کہ رافعؓ کو اجازت مل گئی ہے تو بھاگے ہوئے آئے اور کہنے لگے ''یا رسول صلی اللہ علیہ وسلم جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رافعؓ کو اجازت دی ہے تو مجھے بھی دیجئے، میں تو ان کو کُشتی میں پچھاڑ لیتا ہوں'' حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اچھا کشتی لڑو'' چنانچہ کشتی ہوئی اور سمرہؓ نے رافعؓ کو پچھاڑ لیا، اب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سمرہؓ کو بھی اجازت دے دی۔ (نور الیقین: ۱۲)

جنگ:۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے احد پہاڑ کو پیٹھ پیچھے رکھ کر اپنی فوج کی صف بندی فرمائی، مگر چونکہ پہاڑ کے ایک درّہ سے دشمنوں کے حملے کا خوف تھا، اس لئے عبداللہ بن جبیرؓ کی ماتحتی میں ۵۰/تیر اندازوں کی ایک جماعت درّہ کی حفاظت کے لئے متعین فرمادی اور انہیں ہدایت دی کہ خواہ ہم لوگ جیتیں یا ہاریں، تم لوگ اپنی جگہ نہ چھوڑنا۔

اس کے بعد دونوں طرف کی فوجیں آگے بڑھیں اور گھمسان کی لڑائی شروع ہوئی، کافر اگرچہ مسلمانوں سے کئی گنے تھے مگر مسلمانوں کے تابڑتوڑ حملوں کی تاب نہ لا سکے اور اپنا ساز وسامان چھوڑ کر میدان سے بھاگ نکلے، مسلمان مالِ غنیمت جمع کرنے میں مصروف ہوگئے، عبداللہ بن جبیر کے دستے نے جب دیکھا کہ ان کے ساتھی مال غنیمت جمع کرنے میں مصروف ہیں تو وہ بھی درّہ کو چھوڑ کر مالِ غنیمت کی طرف بھاگ کھڑے ہوئے، عبداللہ بن جبیر نے انہیں روکنے کی کوشش بھی کی اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت یاد دلائی، مگر انہوں نے کہا کہ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ حکم تو لڑائی کے وقت کے لئے تھا، اب لڑائی ختم ہوچکی، ہم یہاں کھڑے ہوکر کیا کریں؟ خود عبداللہ بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی جگہ سے نہ ہلے اور اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ وہیں کھڑے رہے۔

فتح کے بعد شکست

خالد بن ولید (جو اس وقت کافروں کے ایک دستہ کے سردار تھے) نے جب دیکھا کہ مسلمان مالِ غنیمت جمع کرنے میں مصروف ہیں اور درّہ کا راستہ خالی ہے تو انہوں نے اپنے ساتھیوں کو جمع کر کے درّہ سے نکل کر مسلمانوں پر پشت کی طرف سے حملہ کردیا، درّہ کے محافظ حضرت عبداللہ بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے چند ساتھیوں نے مقابلہ کیا، مگر سب شہید ہوگئے، مسلمان اس ناگہانی حملہ سے بدحواس ہوگئے، اسی دوران میں یہ خبر مشہور ہوگئی کہ سرکار نامدار صلی اللہ علیہ وسلم شہید ہوگئے، اس خبر سے رہے سہے حواس بھی جاتے رہے اور مسلمانوں کی فوج میں سخت ابتری پھیل گئی۔

مسلمان اِدھر اُدھر منتشر ہوگئے اور سرکار نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چند فداکاروں کی جماعت رہ گئی، کافر موقع دیکھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بڑھے اور پے در پے حملے کرنے شروع کردیئے مگر ساتھیوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے حلقہ میں لے لیا اور سِپر بن کر کھڑے ہوگئے۔

حضرت ابوطلحہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک ماہر تیر انداز تھے، انہوں نے کافروں پر اس کثرت سے تیر برسائے کہ ترکش خالی کردیئے، آپ تیر پھینکتے جاتے تھے اور کہتے جاتے تھے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے ماں باپ آپؐ پر قربان ہوں، جب تک میرا سینہ موجود ہے، آپؐ پر کسی کافر کا تیر نہیں پہنچ سکتا۔

حضرت ابودجانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی پشت کافروں کی طرف کر کے، جھک کر کھڑے ہوگئے تاکہ جو تیر آئے وہ آپ کی پشت پر پڑے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم تک نہ پہنچے۔

حضرت زیادہ بن حارثؓ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت میں لڑ رہے تھے، یہاں تک کہ زخموں سے چور ہوکر گر پڑے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انہیں میرے پاس لاؤ اور قدمِ مبارک پر ان کا سر رکھ لیا اور اسی حالت میں انہوں نے جان دے دی۔

حضرت طلحہؓ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مدافعت کر رہے تھے، لڑائی کے بعد جب گِنا گیا تو ان کے جسم پر ستر سے زیادہ زخموں کے نشان تھے۔ (نور الیقین: ۱۲)

ابوعامر راہب ایک کافر نے ایک گڑھا کھود کر اسے ڈھک دیا تھا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا قدمِ مبارک اس پر پڑا تو آپ اس میں گر گئے اور بے ہوش ہوگئے، گرنے سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گھٹنے چھل گئے تھے، اس لئے حضرت علیؓ، حضرت ابوبکرؓ اور حضرت طلحہؓ نے آپؐ کو اس میں سے نکالا، مگر جونہی آپؐ باہر نکلے ایک کافر نے آپؐ کے رخِ انور پر پتھر مارا جس سے دندانِ مبارک شہید ہوگئے اور ایک دوسرے کافر نے آپؐ پر تلوار کے کئی وار کئے جس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خود کے دو حلقے رخسار مبارک میں گھس گئے۔

بعض جاں نثاروں نے خدا کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو خون میں شرابور دیکھا تو بے چین ہوگئے، کہنے لگے، یا رسول اللہؐ! اب کس بات کا انتظار ہے؟ اب تو کافروں کے لئے بددعا کیجئے، مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا، میں مخلوق کو خدا کی رحمت سے دور کرنے کے لئے نہیں آیا، بلکہ سرتاپا رحمت بن کر آیا ہوں اور پھر دعا فرمائی کہ اے اللہ! میری قوم کو ہدایت دے، کیونکہ یہ مجھے نہیں پہچانتے۔ (ماخوذ از کتاب محمد رسول اللہ)

اسی حالت میں کعبؓ بن مالک انصاری کی نگاہ آپؐ پر پڑی تو انہوں نے چیخ کر کہا مسلمانو! مژدہ ہو کہ سرکار مدار صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہیں۔

یہ خبر سن کر مسلمانوں کی جان میں جان آئی اور ہر طرف سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دوڑ پڑے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کچھ صحابہؓ کو اپنے ساتھ لے کر پہاڑ پر چڑھ گئے تاکہ سب مسلمانوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زندہ سلامت ہونے کا علم ہوجائے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پہاڑ پر چڑھتے دیکھ کر دشمن بھی پہاڑ پر چڑھنے لگے، مگر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں پسپا ہونے پر مجبور کردیا، ایک شخص ابی بن خلف جوش میں چیخ کر کہنے لگا کہ میں آج محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو زندہ نہ چھوڑوں گا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ سے کہا کہ اسے آنے دو، جب پاس آیا تو آپؐ نے اس کو ایک نیزہ مارا جس سے اس کے کاری زخم لگا اور وہ مکہ کو جاتے ہوئے راستے ہی میں مر گیا، یہی وہ بدنصیب تھا جسے سرکار نامدارؐ نے اپنے ہاتھ سے مارا اور نہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کافر کو اپنے ہاتھ سے مارنا پسند نہ کیا۔

حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت کی خبر مدینہ بھی پہنچ گئی تھی، اس لئے بہت سی عورتیں گھبرا کر گھروں سے نکل کھڑی ہوئیں، چنانچہ حضرت فاطمہ زہراؓ بھی میدانِ جنگ میں پہنچ گئیں، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پانی ڈالا اور انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ مبارک سے خون دھو کر چٹائی کی راکھ زخم میں بھر دی۔

اس طرح یہ لڑائی جس میں مسلمانوں کو کھلی ہوئی فتح حاصل ہوئی تھی، چند آدمیوں کی غفلت کی وجہ سے شکست میں تبدیل ہوگئی۔

اس لڑائی میں ۳۳ کافر مارے گئے اور ستر مسلمان شہید ہوئے، جن میں سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کے پیارے چچا حضرت حمزہؓ بھی تھے، آپ کی شہادت کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت رنج ہوا، ایک تو وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے شفیق چچا تھے اور دوسرے کافروں نے آپ کی لاش کی بڑی بے حرمتی کی، ابوسفیان کی بیوی ہندہ نے پہلے آپ کے ناک اور کان جسم سے جدا کئے اور پھر پیٹ چاک کر کے جگر چبا ڈالا۔

قرآن کا تبصرہ

سورۂ آل عمران میں اس غزوہ کے بارے میں ۶۰/آیتیں نازل ہوئیں، جس میں فرمایا گیا ہے کہ:

۱-تم اللہ کے حکم سے کافروں کو قتل کر رہے تھے کہ آپس میں جھگڑنے لگے اور حکم عدولی کی۔

۲-مومن اور منافق کی پہچان ہوگئی۔

۳-پیغمبر بھی ابتلاء میں ڈالے جاتے ہیں پھر کامیابی دی جاتی ہے۔

۴-مخلص بندوں کو شہادت کے اعزاز سے سرفراز کیا جاتا ہے۔

۵-اہل ایمان کو گناہوں سے پاک وصاف اور کفار کو ہلاک وبرباد کیا جاتا ہے۔

سورہ آل عمران آیت نمبر ۱۷۹ میں فرمایا گیا: ''مَا كَانَ اللّٰهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلٰى مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتّٰى يَمِيْزَ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ ط وَ مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ص فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رُسُلِهٖ ج وَ اِنْ تُؤْمِنُوْا وَ تَتَّقُوْا فَلَكُمْ اَجْرٌ عَظِيْمٌ''

ترجمہ: اللہ مومنوں کو اس حالت میں ہرگز نہ رہنے دے گا جس میں تم لوگ اس وقت پائے جاتے ہو، وہ پاک لوگوں کو ناپاک لوگوں سے الگ کر کے رہے گا، مگر اللہ کا یہ طریقہ نہیں ہے کہ تم لوگوں کو غیب پر مطلع کرے، غیب کی باتیں بتانے کیلئے تو اللہ اپنے رسولوں میں سے جس کو چاہتا ہے منتخب کر لیتا ہے، لہذا (امور غیب کے بارے میں) اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان رکھو، اگر تم ایمان اور خدا ترسی کی روش پر چلو گے تو تم کو بڑا اجر ملے گا''۔

یہاں یہ بات دلچسپی سے خالی نہ ہوگی کہ احد کی جنگ میں جتنے قریشی سردار مکی فوج کی قیادت کر رہے تھے اللہ تعالیٰ نے انہیں ایک ایک کر کے دائرہ اسلام میں داخل کیا، صفوان بن امیہ سب سے آخر میں فتح مکہ کے ۲ ماہ بعد مسلمان ہوئے۔

مسجدوں اور مدرسوں پر نشانہ

معصوم مراد آبادی

ہندوستان کا آئین ہر شہری کو اس بات کی اجازت دیتا ہے کہ وہ قانون کے دائرے میں رہتے ہوئے زندگی گزارے۔ کسی کو اس بات کا حق نہیں ہے کہ وہ پڑوسی کے گھر میں جھانک کر یہ دیکھے کہ وہ کیا کررہا ہے۔ کیا کھا رہا ہے یا کس طرح اپنے شب وروز کررہا ہے۔ کسی کی نجی زندگی میں مداخلت اخلاقی اور قانونی دونوں اعتبار سے جرم ہے۔ لیکن اسے کیا کہا جائے کہ مرادآباد میں گھر کی چہاردیواری میں کچھ مسلمانوں کا نماز پڑھنا ان کے ہندو پڑوسیوں کو اتنا ناگوار ہوا کہ انھوں نے اس کے خلاف باقاعدہ ایف آئی آر درج کرائی اور باجماعت نماز پڑھنے والوں پر نفرت اور دشمنی کو فروغ دینے کا الزام لگایا۔ پولیس نے تحقیق کیے بغیر اس کی رپورٹ درج کرلی اور یہ بھی نہیں پوچھا کہ آخر نماز پڑھنے سے نفرت اور دشمنی کیسے فروغ پاتی ہے؟ قابل ذکر بات یہ ہے کہ مرادآباد کے جس گاؤں کا یہ قصہ ہے وہاں مسلمانوں کو باجماعت نماز ادا کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ مقامی ہندوؤں کا کہنا ہے کہ جب وہ پوجا کرنے گاؤں سے باہر جاتے ہیں تو مسلمان گھروں میں نماز کیوں پڑھ رہے ہیں۔ حالانکہ جس ویڈیو کی بنیاد پر پولیس نے 26 /لوگوں کے خلاف مقدمہ درج کیا تھا، وہ جون کے مہینے کا ہے، لیکن مقامی ہندوؤں کی شکایت پر پولیس نے بلاتحقیق پہلے تو مقدمہ درج کیا اور جب اس معاملہ نے طول پکڑا تو اسے آناً فاناً واپس بھی لے لیا۔ یہ کوئی پہلا موقع نہیں ہے کہ نماز کو متنازع بنانے کی کوشش کی گئی ہے۔ یہ سلسلہ مہینوں سے چل رہا ہے۔ ابھی زیادہ دن نہیں گزرے کہ اسی اترپردیش کی راجدھانی لکھنؤ میں ایک نوزائیدہ مال کے اندر بعض نوجوانوں کے نماز پڑھنے کا ویڈیو وائرل ہونے کے بعد خوب تماشا ہوا تھا۔ یہاں تک کہ نماز پڑھنے والوں کو جیل کی ہوا کھانی پڑی تھی۔ پچھلے دنوں علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے ایک استاد کو اس بنیاد پر نوٹس جاری ہوا تھا کہ انھوں نے سڑک کے کنارے نماز ادا کی تھی۔ جہاں کہیں کوئی نماز پڑھتا ہوا نظر آتا ہے، شرپسند اس کی اس طرح ویڈیو بناتے ہیں کہ یہ کوئی عبادت نہیں، بلکہ جرم کررہا ہے۔ حالانکہ یہ وہی ملک ہے جہاں دیگر مذاہب کی تمام تقریبات سڑکوں پر انجام دی جاتی ہیں اور اس پر کسی کو اعتراض نہیں ہوتا۔ پہلے دسہرے کے موقع پر صرف رام لیلا گراؤنڈ میں راون کو پھونکا جاتا تھا، لیکن اب ہر پارک میں یہ کام انجام دیا جانے لگا ہے۔

یوں تو ملک میں کئی سال سے نفرت اور تعصب کی ہوائیں چل رہی ہیں اور کمزور طبقات کا جینا حرام کیا جارہا ہے، لیکن گزشتہ دنوں کچھ ایسے واقعات سامنے آئے ہیں جن میں صرف مسجدوں، مدرسوں، عیدگاہوں نمازوں اور اذانوں کو نشانے پر لیا گیا ہے۔ سلسلہ واقعات کو دیکھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ کسی سوچی سمجھی سازش کے تحت مسلمانوں کی عبادت میں رخنہ اندازی کی جارہی ہے۔ پچھلے ہفتہ کیرل ہائی کورٹ نے ایک تجارتی عمارت کو مسجد میں تبدیل کرنے کی اجازت دینے سے انکار کرتے ہوئے جو کچھ کہا ہے وہ ہم سب کے لیے لمحہ فکر یہ ہے۔ ہائی کورٹ نے مسجد تعمیر کرنے کی عرضی مسترد کرتے ہوئے کہا کہ اگر کیرل میں بغیر کسی رہنما خطوط کے مزید مذہبی مقامات اور عبادت گاہوں کی اجازت دی جاتی ہے تو شہریوں کے لیے کوئی جگہ نہیں بچے گی۔ سوال یہ ہے کہ اگر کوئی اپنی تجارتی عمارت کو مسجد میں تبدیل کرنا چاہتا ہے تو اس پر عدالت کو اعتراض کیوں ہے؟ واضح رہے کہ ملاپورم کی ایک مسلم تنظیم نے ایک تجارتی مرکز کو مسجد میں تبدیل کرنے کی درخواست دی تھی۔ اس پر ہائی کورٹ نے عبادت گاہوں سے اپنی بیزاری کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ کیرل کو اس کی خاص جغرافیائی حیثیت کی وجہ سے 'ایشور کا استھان' کہا جاتا ہے، لیکن ہم مذہبی مقامات اور عبادت گاہوں سے عاجز آچکے ہیں اور عدیم النظیر معاملوں کو چھوڑ کر کسی نئے مذہبی مقام اور عبادت گاہ کی اجازت دینے کی پوزیشن میں نہیں ہیں۔ اس معاملہ میں عدالت عالیہ نے قرآنی آیات کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ یہ آیات مسلم فرقہ کے لیے مسجد کی اہمیت کو واضح طور پر اجاگر کرتی ہیں، لیکن مقدس قرآن کریم کی مندرجہ بالا آیات میں یہ نہیں کہا گیا ہے کہ ہر کونے اور نکڑ پر مسجد ضروری ہے۔

سوال یہ ہے کہ اس قسم کے دلائل صرف مسلمانوں کی عبادت گاہوں کی تعمیر روکنے کے لیے کیوں دیے جاتے ہیں۔ یہ وہی عدالتیں ہیں جو کسی بھی مسجد کے نیچے مندر تلاش کرنے والوں کی عرضیاں سماعت کے لیے بلا تامل قبول کرلیتی ہیں اور اس موقع پر یہ نہیں کہتیں کہ جب مسجد کی برابر میں ہی مندر موجود ہے تو وہاں پوجا کیوں نہیں کی جاسکتی۔ کیا یہ ضروری ہے کہ ہر مسجد کے نیچے مندر تلاش کیا جائے اور دوسروں کے مذہبی جذبات سے کھلواڑ کی جائے۔ بنارس کی ایک ذیلی عدالت نے جس انداز میں گیان واپی مسجد کو مندر میں بدلنے کی کوششوں کا ساتھ دیا اور مسجد کی حوض میں شولنگ تلاش کرنے والے شرپسندوں کی بن آئی، اس سے تو یہی ثابت ہوتا ہے کہ سب کچھ ٹھیک نہیں ہے۔ مسجدوں کی تعمیر اور نماز کی ادائیگی میں شرپسندوں کی رخنہ اندازی کے ساتھ ساتھ عرصہ سے لاؤڈاسپیکر کے ذریعہ اذان کا مسئلہ بھی زیر بحث ہے۔ شرپسندوں کے مذہبی جذبات کو اس سے بھی ٹھیس پہنچتی ہے۔ یہ تمام کوششیں دراصل اسلام اور مسلمانوں کے خلاف ایک منصوبہ بند سازش کا حصہ ہیں۔ نفرت اور تعصب کے ان گھٹاٹوپ اندھیروں میں کبھی کبھی امید کی کرنیں بھی نمودار ہوتی ہیں۔ ایسی ہی ایک کرن پچھلے ہفتہ اس وقت نمودار ہوئی تھی جب کرناٹک ہائی کورٹ نے لاؤڈاسپیکر سے اذان پر پابندی کا مطالبہ یہ کہتے ہوئے مسترد کردیا تھا کہ اذان یا اس کے الفاظ کی وجہ سے دوسرے مذاہب کے لوگوں کے بنیادی دستوری حقوق کی خلاف ورزی نہیں ہوتی۔ عرضی گزار منجوناتھ نے مفاد عامہ کی عرضی میں لاؤڈاسپیکر سے دی جانے والی اذان کو اس بنیاد پر روکنے کا مطالبہ کیا تھا کہ اس سے دوسروں کے مذہبی جذبات کو ٹھیس پہنچتی ہے۔ عدالت عالیہ نے اپنے فیصلے میں کہا ہے کہ دستور کی دفعہ 25 اور 26 رواداری کی علامت ہیں اور یہ دفعات لوگوں کو آزادانہ طور پر اپنے مذہب پر عمل پیرا ہونے اور ان کی تبلیغ کا بنیادی حق فراہم کرتی ہیں۔ جس وقت یہ سطریں تحریر کی جارہی ہیں، آسام کے مسلمانوں میں زبردست بے چینی پھیلی ہوئی ہے اور اس کا سبب ہے وہاں کے دینی مدرسوں کے خلاف صوبائی حکومت کی محاذ آرائی۔ حکومت نے مدارس کے طلباء پر شدت پسندوں سے تعلق رکھنے کے الزام میں آسام کے بونگائی گاؤں میں ایک مدرسہ کو بلڈوزر سے مسمار کردیا ہے۔ اس مدرسے میں 224 طلباء زیر تعلیم تھے۔ آسام میں یہ تیسرا مدرسہ ہے جسے ایک ہفتہ کے دوران مسمار کیا گیا ہے۔ یہ بات کسی سے پوشیدہ نہیں ہے کہ جب سے آسام میں بی جے پی سرکار قائم ہوئی ہے وہ مسلسل دینی مدرسوں کو نشانہ بنارہی ہے۔ سرکاری امداد یافتہ مدرسوں کو ختم کرکے انھیں عصری تعلیم کے اسکولوں میں پہلے ہی بدلا جاچکا ہے۔ اب جو پرائیویٹ مدرسے باقی ہیں، ان پر مشتبہ سرگرمیوں میں ملوث ہونے کا الزام عائد کرکے زمیں بوس کیا جارہا ہے۔ آسام میں مسجدوں کے اماموں پر بھی گہری نگاہ رکھی جارہی ہے۔ حکومت نے کہا ہے کہ اگر کسی گاؤں میں کوئی امام آکر ٹھہرتا ہے تو اس کی اطلاع فوری طور پر پولیس کو دی جانی چاہئے۔ ادھر یوپی میں تمام غیر تسلیم شدہ مدرسوں کے سروے کا حکم دیا گیا ہے۔ مدرسہ بورڈ کے 16 ہزار مدرسوں کے علاوہ ندوہ اور دارالعلوم جیسے بڑے اداروں اور دیگر غیر سرکاری اداروں کے تحت چلنے والے مدرسوں کے سروے کا کام شروع کردیا گیا ہے۔ اس سلسلہ میں سبھی اضلاع کے ڈی ایم کو 25 اکتوبر تک رپورٹ دستیاب کرانے کی ہدایت دی گئی ہے۔

اعلان مفقود الخبری

معاملہ نمبر ۳۰/۵۰/۱۴۴۳ھ

(متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ مدرسہ اشرفیہ عربیہ پوہدی بیلا، دربھنگہ)

روبی خاتون بنت محمد رحمت مقام علی نگر ڈاکخانہ علی نگر ضلع دربھنگہ۔ فریق اول

بنام

محمد نسیم عالم ولد محمد علاء الدین مقام مرواگھاٹ بلواڈاکخانہ نظر احمد آباد ضلع دربھنگہ۔ فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول نے آپ فریق دوم کے خلاف دارالقضاء امارت شرعیہ مدرسہ اشرفیہ عربیہ پوہدی، ضلع بیلا دربھنگہ میں عرصہ دس ماہ سے غائب ولاپتہ ہونے، نان ونفقہ نہ دینے اور جملہ حقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنیاد پر نکاح فسخ کئے جانے کا دعویٰ دائر کیا ہے، اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع دیں اور آئندہ تاریخ سماعت ۲۱/ربیع الاول ۱۴۴۴ھ مطابق ۱۸/اکتوبر ۲۰۲۲م روز منگل بوقت ۹/ بجے دن آپ خود مع گواہان وثبوت مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہوکر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جاسکتا ہے۔ فقط۔ قاضی شریعت۔

معاملہ نمبر ۷۸/۱۶۹۴/۱۴۴۳ھ

(متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ بتیا ضلع مغربی چمپارن)

گلشن خاتون بنت مختار میاں مقام بگھون، ڈاکخانہ کلیا ضلع بازار نیپال۔ فریق اول

بنام

عمران انصاری۔ پتہ نامکمل ۔فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول نے آپ فریق دوم کے خلاف دارالقضاء امارت شرعیہ مدرسہ اسلامیہ بتیا ضلع مغربی چمپارن میں عرصہ سات سالوں سے غائب ولاپتہ ہونے، نان ونفقہ نہ دینے اور جملہ حقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنیاد پر نکاح فسخ کئے جانے کا دعویٰ دائر کیا ہے، اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع دیں اور آئندہ تاریخ سماعت ۱۴/ربیع الاول ۱۴۴۴ھ مطابق ۱۱/اکتوبر ۲۰۲۲م روز منگل بوقت ۹/ بجے دن آپ خود مع گواہان وثبوت مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہوکر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جاسکتا ہے۔ فقط۔ قاضی شریعت۔

طب وصحت

سینے کی جلن۔ اسباب، احتیاط اور علاج

دورِ حاضر میں جو امراض بہت زیادہ بڑھ گئے ہیں اور روز بروز ان امراض کے مریضوں کی تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے، ان میں سینے کی جلن (Heartburn) بھی شامل ہے۔ اس ضمن میں کوئی حتمی اندازہ تو پیش نہیں کیا جا سکتا، تاہم ایک تہائی سے زیادہ آبادی اس عارضے میں مبتلا ہے۔ دیہات کی نسبت شہروں میں اس مرض میں مبتلا افراد کی تعداد زیادہ ہے۔

یہی وجہ ہے کہ آج دافع تیزابیت (Antacid) ادویہ بہت زیادہ کھائی جا رہی ہیں۔

سینے میں کبھی کبھار جلن کا ہونا کوئی قابلِ تشویش بات نہیں ہے، ایسی تکلیف تقریباً سب کو ہی ہو جاتی ہے، کیونکہ گھروں یا تقریبات میں، خاص طور پر شادی بیاہ کے مواقع پر روغنی، تلی ہوئی اور مرچ مسالوں سے بھرپور غذائیں زیادہ کھائی جاتی ہیں۔

بعض افراد چٹ پٹی غذائیں بہت رغبت سے کھاتے ہیں اور پھر چند گھنٹوں کے بعد، خاص طور پر رات میں ان کی غذائی نالی میں شدید جلن ہوتی ہے، جو عام طور پر زیادہ پانی پینے یا کوئی دافع تیزابیت گولی کھانے سے جاتی رہتی ہے۔

یہ عارضہ اس بات کا اشارہ ہوتا ہے کہ معدے میں تیزابیت، یعنی ترشی بڑھ رہی ہے۔ غذا جب معدے میں جاتی ہے تو اس میں تیزاب اور خامرے (انزائمز) شامل ہو کر ہاضمے میں مدد دیتے ہیں۔ معدے میں کچھ خاص قسم کے خلیات (سیلز) ہوتے ہیں، جو تیزاب کو ختم کرتے ہیں، اس طرح غذائی نالی میں جلن نہیں ہوتی۔

معدے کی نالی جو دہانے (منہ) سے معدے تک ہوتی ہے، اسے کوئی تحفظ حاصل نہیں ہوتا۔

اگر معدے کے تیزاب اور ہاضمے کے عرق اُلٹے بہ کر معدے کی نالی میں آ جائیں تو غذائی نالی میں جلن ہونے لگتی ہے اور یہ جلن سینے کے وسط سے لے کر حلق تک ہوتی ہے۔ جب کافی دنوں تک جلن مسلسل ہوتی رہے تو کئی قسم کی پیچیدگیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ غذا کی نالی میں مسلسل تیزابیت کے باعث سوزش ہو جاتی ہے اور پھر زخم (السر) بن جاتا ہے۔

عام طور پر ہر فرد کے معدے میں تیزاب کی ایک خاص مقدار ہوتی ہے اور یہی تیزاب خامروں کے ساتھ مل کر ہاضمے کا عمل پیدا کرتا ہے، لیکن جب تلی ہوئی یا روغنی غذاؤں میں مرچ مسالوں کی مقدار زیادہ شامل کی جائے گی اور چائے، کافی اور کولا مشروبات زیادہ پیے جائیں گے تو معدے میں تیزاب کی مقدار بڑھ جائے گی اور سینے میں جلن ہوگی۔

ان غذاؤں میں قورما، بریانی اور تکے کباب شامل ہیں۔ بازار کی تیار شدہ غذاؤں کی وجہ سے اس مرض میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے۔

بچاؤ کے طریقے

اگر آپ اپنے طرزِ عمل کو تبدیل کر لیں تو اس مرض سے بچ سکتے ہیں۔ ذیل میں بچاؤ کے چند طریقے درج کیے جا رہے ہیں، جن پر عمل کر کے ہم اس مرض سے محفوظ رہ سکتے ہیں۔ تلی ہوئی اور زیادہ مرچ مسالوں والی روغنی غذائیں کھانے سے اجتناب کیا جائے۔

کولا مشروبات، چائے اور کافی بہت زیادہ نہ پیے جائیں۔ اس کے علاوہ تمباکو نوشی سے بھی پرہیز کیا جائے۔ سالن میں نمک اور مرچ کم مقدار میں ڈالے جائیں، یعنی اتنے ڈالے جائیں کہ ذائقہ پیدا ہو جائے۔ غذا میں ریشے (فائبر) کی مقدار زیادہ ہونی چاہیے، یعنی ریشے والی غذائیں زیادہ کھائی جائیں۔ غذا کو خوب چبا کر کھانے کی عادت ڈالی جائے۔ رات کا کھانا کھانے کے بعد فوراً نہ سوئیں، تھوڑی سی چہل قدمی ضرور کریں۔

بہت زیادہ مطالعے اور غور و فکر کرنے کے بجائے خوش و خرم رہیں اور ذہن پر بہت زیادہ بوجھ نہ ڈالیں۔ ذہنی دباؤ سے بچیں۔ یہ خیال رہے کہ سوتے وقت تکیہ چھ انچ بلند ہونا چاہیے۔ ایک تحقیق کے مطابق سینے کی جلن ختم کرنے میں آٹھ غذائیں بہت مفید و مقبول ہیں، جو درج کی جا رہی ہیں:

ہری ترکاریاں

ہرے رنگ کی ترکاریاں تیزابی مادوں کو بڑھنے سے روکتی ہیں۔

ہری پھلیاں اور سبزیاں تیزاب کے اثرات ختم کرنے میں مدد دیتی ہیں۔ اس طرح نہ صرف کولیسٹرول میں کمی ہو جاتی ہے، بلکہ بینائی میں بھی بہتری پیدا ہو جاتی ہے۔ ہری پھلیوں اور سبزیوں کو روزانہ کی غذاؤں میں ضرور شامل کر لیں۔

مرغی کا گوشت

مرغی کا گوشت سینے کی جلن ختم کرنے میں بہت معاون ہے۔ گوشت کو اُبال کر یا بھون کر کھایئے، یہ ہر طرح مفید ہے، البتہ گوشت پر چڑھی ہوئی جھلی ضرور صاف کر لینا چاہیے، کیونکہ اس میں چکنائی زیادہ ہوتی ہے۔

سمندری غذائیں

سمندری غذا کو گھی میں تلنے کے بجائے سینک کر یا بھون کر کھانا زیادہ فائدہ مند ہے۔ مچھلی اور جھینگا مفیدِ صحت غذائیں ہیں۔ فارم کی مچھلی کے بجائے سمندر کی مچھلی صحت پر بہت اچھے اثرات مرتب کرتی ہے، اس لئے ہمیشہ سمندر کی مچھلی کھانی چاہیے۔ سمندری غذائیں کھانے سے لحمیات (پروٹینز) بہ آسانی مل جاتی ہیں۔

ان غذاؤں میں تیزاب نہ ہونے کے برابر ہوتا ہے۔ دریائی مچھلی میں لذت اور مزہ زیادہ ہوتا ہے۔ سمندری غذائیں زیادہ کھانی چاہیے، یہ صحت کے لئے بہت مفید ہوتی ہیں۔

چاول

معدے میں بڑھی ہوئی تیزابیت اور سینے میں جلن کے خاتمے کے لئے بھورے چاول (براؤن رائس) موثر ثابت ہوتے ہیں۔ بھورے چاول کھانے سے ہاضمہ درست رہتا ہے۔ ان میں حیاتین ب (وٹامن بی) ہوتی ہے، جس سے جسمانی توانائی برقرار رہتی ہے۔

کیلا

کیلا ایک ایسا پھل ہے، جو تیزابیت کم کرتا ہے، کیونکہ کیلا کھانے سے اس کی ہلکی سی تہ حلق کی نالی اور معدے کی دیواروں پر جم جاتی ہے، جس سے جلن کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ کیلا بہت مفید پھل ہے، اسے روزانہ کھانا چاہیے۔

جئ

جئ کا دلیا صحت بخش ناشتہ ہے۔ یہ سینے کی جلن دور کر دیتا ہے۔ اس کے کھانے سے جسم کو مناسب مقدار میں ریشہ بھی مل جاتا ہے۔

صبح کے ناشتے میں جئ کا دلیا کھانے سے صحت پر بہت اچھے اثرات پڑتے ہیں۔

بادام کا دودھ

بادام کا دودھ صبح ناشتے میں پینے سے سینے میں جلن نہیں ہوتی، کیونکہ یہ کھاری ہوتا ہے اور تیزابی غذاؤں کے اثرات کو ختم کر دیتا ہے۔ اس کے علاوہ یہ تیزاب کو اُلٹی جانب نہیں بہنے دیتا۔ سینے میں جلن کی شکایت کرنے والے افراد کو صبح ناشتے میں بادام کا دودھ ضرور پینا چاہیے۔

هفتـــهٔ رفتـــه

محمد اظہار

میڈیا عدلیہ کی رپورٹنگ میں محتاط رہے: دھن کھڑ

نائب صدر جگدیپ دھنکھڑ نے جبل پور میں میڈیا پر زور دیا کہ وہ عدلیہ کے بارے میں رپورٹنگ کرتے وقت زیادہ محتاط رہیں۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ ہمیں ججوں کے وقار اور عدلیہ کے احترام کو برقرار رکھنا چاہیے، کیونکہ یہ قانون کی حکمرانی اور آئین سازی کے بنیادی اصول ہیں۔

یہاں منعقدہ 'جسٹس جے ایس ورما میموریل لیکچر' میں مہمان خصوصی کے طور پر اپنے خطاب میں مسٹر دھنکھڑ نے کہا کہ ایک مضبوط، منصفانہ اور آزاد انصاف کا نظام جمہوری اقدار کے پنپنے اور موثر ہونے کی یقینی ضمانت ہے۔

انہوں نے کہا کہ جمہوریت بلاشبہ بہترین ترقی ہے جب تمام آئینی ادارے مکمل ہم آہنگی میں ہوں اور اپنے مخصوص شعبہ تک محدود ہوں۔ پہلے 'جسٹس جے ایس ورما میموریل لیکچر' میں سپریم کورٹ کے جج جسٹس سنجے کشن کول نے کلیدی خطبہ دیا۔ راجستھان ہائی کورٹ اور سپریم کورٹ میں مسٹر ورما کے ساتھ سینئر ایڈوکیٹ کے طور پر اپنی بہت سی بات چیت کو یاد کرتے ہوئے مسٹر دھنکھڑ نے کہا کہ ان کے دور کو عدالتی ماحولیاتی نظام کو بہتر بنانے اور شفافیت اور جوابدہی کو بڑھانے کے طور پر یاد رکھا جائے گا۔

سماج پر دوررس اثرات کے حامل کئی فیصلے سنانے کے لیے جسٹس ورما کی ستائش کرتے ہوئے نائب صدر جمہوریہ نے کہا کہ وشاکھا کیس میں ان کے تاریخی فیصلے نے کام کی جگہ پر خواتین کے جنسی ہراسانی سے مناسب تحفظ کے لیے ایک پورے نظام کی تشکیل کی راہ ہموار کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ آنجہانی جسٹس جگدیش شرن ورما کو ان کے راہ نما فیصلوں اور نظریات کے لیے ہمیشہ یاد رکھا جائے گا جنہوں نے شہریوں کو بااختیار بنایا اور حکومت کو لوگوں کی فلاح و بہبود کے لیے اداروں میں بڑے پیمانے پر تبدیلیاں لانے کے قابل بنایا۔ (ایجنسی)

تعلیمی اداروں کو اپنا یونیفارم طے کرنے کا اختیار ہے: سپریم کورٹ

سپریم کورٹ نے تعلیمی اداروں میں حجاب پہننے پر پابندی کے خلاف داخل درخواستوں کی سماعت کرتے ہوئے انتہائی اہم تبصرہ کیا۔ گذشتہ جمعرات کو سپریم کورٹ نے کہا کہ اصول کے مطابق تعلیمی اداروں کو اپنا یونیفارم طے کرنے کا اختیار ہے، اور حجاب یونیفارم سے الگ ایک چیز ہے۔ سپریم کورٹ کا یہ تبصرہ حجاب پر پابندی کے خلاف سپریم کورٹ پہنچیں طالبات اور دیگر لوگوں کے لیے مایوس کن کہا جا سکتا ہے، کیونکہ یہی دلیل کرناٹک کے اس اسکول نے بھی پیش کی تھی، جہاں سب سے پہلے حجاب کا معاملہ اٹھا تھا۔ بہر حال، حجاب تنازعہ کو لے کر سپریم کورٹ میں سماعت ابھی ختم نہیں ہوئی ہے اور آئندہ بھی یہ سماعت جاری رہے گی۔ (ایجنسی)

محکمہ صحت میں 60 ہزار عہدوں پر تقرری جلد

بہار کے نائب وزیر اعلیٰ تیجسوی یادو نے کہا کہ ریاست میں صحت خدمات کو بہتر کرنے کے لئے حکومت پابند عہد ہیں۔ ریاست کے تمام صحت مراکز کو بہتر بنانے کیلئے اور وہاں معیاری صحت خدمات کو فروغ دیا جا رہا ہے۔ اس کے لئے محکمہ صحت نے خالی عہدوں پر بھرتی کے لئے اعلان کرتے ہوئے کہا کہ ریاست کے محکمہ صحت میں جلد ہی 60 ہزار عہدوں پر تقرری ہوگی۔ بھوجپور کے کوئیلور میں 'بہار اسٹیٹ انسٹی چیوٹ آف مینٹل ہیلتھ الائڈ سنسیز کوئیلور' کی افتتاحی تقریب سے خطاب کرتے ہوئے یہ بات کہی۔ تیجسوی یادو نے ریاست میں مینٹل ہیلتھ کے علاج کے سمت میں نئے اسپتال کو انتہائی اہم بتایا۔ انہوں نے کہا کہ بہار کے اہم اسپتالوں میں بہتر طبی سہولت مہیا کرانے کے لئے ضروری ہدایت دی گئی ہے۔ ہیلتھ افسران کو گائڈ لائن بھی جاری کیا گیا ہے۔ (ایجنسی)

Volume 62/72 Issue: 3 GR.N.I.N. Delhi Regd. No BIHURD/4136/61 Printed & Published by Sohail Ahmad Nadwi, on behalf of Imarat Shariah
Phulwari Sharif, Patna, Printed at Azimabad Printers, R.C.F./103, Ground Floor, B.H. Colony, Bhoothnath Road, Kankarbagh, Patna-800026
and Published from Naqueeb Office Imarat Shariah, Phulwari Sharif, Patna-801505, Editior: (Mufti) Mohammad Sanaul Hoda (Quasmi)

بڑے ناراض ہیں اہل وطن اس بات پہ ہم سے
کہا کانٹے کو کیوں کانٹا، چمن کو کیوں چمن سمجھا

(نامعلوم)

LEADING URDU JOURNAL OF IMARAT SHARIAH
BIHAR ODISHA & JHARKHAND

NAQUEEB WEEKLY

PHULWARI SHARIF,PATNA 801505

SSPOS PATNA Regd.No.PT 14-6-21-23
R.N.I.N.Delhi,Regd No-BIHURD/4136/61

بین الاقوامی مسائل پر تین ملکوں کے مذاکرے

عادل فراز

اس حقیقت سے انکارنہیں کیا جاسکتا کہ امریکی ورلڈ آڈر کا زوال ہوچکا ہے۔گذشتہ کچھ سالوں میں جس طرح روس،چین،ایران اور دیگر ملکوں نے باہمی اتحاد قائم کیا،اس سے ورلڈ آڈر میں بہت تیزی کے ساتھ بدلاؤ آیا ہے۔امریکہ اب اپنی عالمی حیثیت کھوچکا ہے اور خطی طاقتیں تیزی کے ساتھ ابھر رہی ہیں۔خاص طور پر روس، ایران،ترکی اور چین کی علاقائی حیثیت کونظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ترکی کا سب سے بڑا مسئلہ یہ ہے کہ وہ اب تک اپنے ماضی سے سبق نہیں لے سکا ہے۔ارتغل اور عثمان غازی جیسے ڈرامے تیار کرکے عالمی سطح پر اپنی طاقت کالوہا نہیں منوایا جاسکتا، یہ بات ترکی صدر کو باور کرلینی چاہیے۔انہیں اسلامک ورلڈ آڈر کا حصہ بننا ہوگا۔جب تک مسلمان ممالک اپنے باہمی اتحاد کا مظاہرہ نہیں کریں گے،ان کی عالمی حیثیت زیرسوال رہے گی،اس کا تجربہ ترکی سمیت دیگر ممالک کرچکے ہیں۔یہی وجہ ہے کہ ترکی صدر طیب رجب اردوغان،روسی صدر پوتین کے ساتھ ایران کے دورے پر تھے۔ترکی کو یہ معلوم ہوچکا ہے کہ امریکہ اور اسرائیل دوستی کبھی اس کے خوابوں کوشرمندۂ تعبیر نہیں ہونے دیگی۔ان کے برخلاف روس اور چین کا اتحاد اس کی علاقائی حیثیت کومضبوطی دے سکتا ہے جس میں ایران کا اہم کردار رہے گا۔شام اور دیگر ملکوں میں امریکی اتحاد کے علاوہ روس، ترکی اور ایران کا اثر ونفوذ ہے۔جنگ زدہ ممالک میں عالمی طاقتوں کی رسہ کشی جاری ہے۔اگر ترکی روس،ایران اور دیگر اسلامی ملکوں کے ساتھ اتحاد قائم نہیں کرے گا تو وہ دن دور نہیں ہے کہ جب استعماری طاقتیں کسی دوسرے مسلمان ملک کو اپنی ہوس کا نشانہ بنانے میں دیر نہیں کریں گی۔اس لئے ترکی سمیت دیگر اسلامی ملکوں کو ہمہ وقت بیدار اور ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے۔

گذشتہ دنوں امریکی صدر جوئے بائیڈن مشرق وسطیٰ کے دورے پر تھے۔خاص طور پر ان کا سعودی عرب کا سفر کافی موضوع بحث رہا۔انہوں نے محمد بن سلمان سے ملاقات کے دوران جمال خاشقجی کے قتل کا ذکر چھیڑ کر بن سلمان کے زخموں پر نمک پاشی کی۔واضح ہے کہ جمال خاشقجی کا قتل بن سلمان کے دامن پر بدنما داغ ہے۔امریکی صدر نے اس قتل کی یاد دلا کر محمد بن سلمان کے زخموں کو ہرا کردیا۔مگر محمد بن سلمان، جواب امریکی اثر سے کسی حد تک باہر آچکے ہیں، نے امریکی صدر کو عراق کی ابوغریب جیل اور الگ الگ علاقوں میں جاری امریکی مظالم کی یاد دہانی کرائی، گویا کہ یہ محمد بن سلمان کا امریکی صدر کو کرارا جواب تھا۔امریکی صدر کے پاس بن سلمان کی باتوں کا کوئی جواب نہیں تھا اور نہ وہ ان سے اظہار ناراضگی کرسکتے تھے۔کیونکہ ایک شکست خوردہ امریکی صدر مشرق وسطیٰ کے دورے پر نکلا ہوا تھا جو اپنی طاقت کی بحالی اور امریکی طاقت کے توازن کے لئے ہاتھ پیر مار رہا ہے۔اس وقت گیس اور تیل کی بڑھی ہوئی قیمتوں نے یوروپ کی نیندیں اُڑا رکھی ہیں۔اگر روس نے تیل اور گیس کی سپلائی روک دی تو یوروپی معیشت کا جنازہ نکل جائے گا۔مشرق وسطیٰ کی تباہی کے بعد یوکرین کو جنگ کی بھٹّی میں جھونکنا امریکہ کی فاش غلطی تھی،جس کے نقصانات سامنے آرہے ہیں۔ایسے میں امریکی صدر سعودی عرب کو آنکھیں نہیں دکھا سکتے کیونکہ امریکی چودھراہٹ کا خاتمہ ہوچکا ہے۔

قابل غور بات یہ ہے کہ امریکی میڈیا نے جوئے بائیڈن کے دورے کوغیر ضروری اہمیت دی۔یوں بھی میڈیا اب عالمی طاقتوں کا طوطا ہے،اس لئے جوئے بائیڈن کے دورے کی اہمیت پر میڈیا کے بیجا شور مچانے کا کوئی نتیجہ برآمد نہیں ہوا۔سعودی عرب نے امریکہ کے ساتھ کوئی فوجی معاہدہ نہیں کیا اور نہ تیل کی پیداوار بڑھانے پر کوئی اطمینان بخش جواب دیا ہے۔اسرائیل کو تسلیم کرنے کے امریکی ایجنڈہ کو بھی قبول نہیں کیا گیا،یہ امریکہ کے لئے چونکانے والا فیصلہ تھا۔بائیڈن نے فلسطین کا دورہ بھی کیا مگر مسئلہ فلسطین کو حل کرنے کے لئے کوئی اہم بات نہیں کی۔اس سے پہلے ڈونالڈ ٹرمپ کے دور اقتدار میں سعودی عرب اسرائیل کوتسلیم کرنے کا فیصلہ کرچکا تھا،مگر اب حالات بدل چکے ہیں۔ایران کے ساتھ سعودی عرب کے مذاکرات جاری ہیں، جو یقیناً استعماری طاقتوں کے مفادات کے برخلاف ہے۔اگر یہ مذاکرات کامیاب ہوجاتے ہیں تو ایران اور سعودی عرب کی دوستی خطے میں نئی تبدیلیوں کا شاخسانہ بن سکتی ہے۔غرض کہ مشرق وسطیٰ کے دورے سے امریکہ کو جو توقعات وابستہ تھیں، وہ پوری نہیں ہوسکیں۔مسلمان ممالک کے کسی بھی سربراہ نے امریکی صدر کا والہانہ استقبال نہیں کیا۔گویا کہ ان کا یہ دورہ روایتی انداز کا دورہ ثابت ہوا جس میں صرف وعدہ ووعید کئے گئے۔اس سے پہلے جب بھی کوئی امریکی صدر مشرق وسطیٰ کے دورہ پر نکلتا تھا عالمی میڈیا اس دورے کی کوریج کے لئے ٹوٹ پڑتا تھا،اس بار امریکی میڈیا کے علاوہ یہ صورتحال کہیں نظر نہیں آئی۔ہندوستانی میڈیا میں بھی اس دورے کو بہت زیادہ اہمیت نہیں دی گئی۔بعض ملاقاتوں کی خبریں ضرور نشر ہوئی ہیں،مگر جس طرح استکباری نظام امریکی صدر کے دورے کو بڑھا چڑھا کر پیش کرتا تھا،اس بار وہ بات نظر نہیں آئی۔

جوئے بائیڈن کے دورے کے فوراً بعد روسی صدر ولادیمیر پوتین اور ترکی صدر طیب رجب اردوغان ایران پہونچ گئے۔ایرانی صدر کے ساتھ ان کی تصویریں اس بات کی گواہی دے رہی ہیں کہ نیا ورلڈ آڈر تیار ہوچکا ہے۔یہ تصویریں ان طاقتوں کی نیندیں اُڑا دینے والی تھیں جو عالمی سطح پر ایران کو تنہا کرنا چاہتی ہیں۔ایران کی خارجہ پالیسی کی کامیابی کا اندازہ ان تصویروں سے بخوبی ہوجاتا ہے۔اس وقت ایران ترکی،سعودی عرب،قطر،اور دیگر اسلامی ممالک کے ساتھ اتحاد واتفاق قائم کرنے کے منشور پر کام کررہا ہے۔اگر یہ اتحاد قائم ہوجاتا ہے تو نئے ورلڈ آڈر میں اسلامی ممالک کی بڑی اہمیت ہوگی، جو استعماری نظام کی جڑیں ہلا دے گی۔

روس،امریکہ اور ایران کی طرح ترکی بھی شام کے مسئلے میں دخیل ہے۔شام کے مسئلے پر ایران اور ترکی کے درمیان بہت اختلاف رہا ہے جواب حل ہونے کی کگار پر ہے۔ترکی کوشام میں فوجی کارروائی کے ذریعہ بہت زیادہ کامیابی حاصل نہیں ہوئی،اس لئے ترکی روس اور ایران کے ساتھ مذاکرات کی میز پر آنے کے لئے مجبور ہوا۔واقعیت یہ ہے کہ عراق،شام،یمن اور افغانستان کے مسائل کا حل فوجی کارروائیوں میں نہیں ہے۔اگر ایسا ہوتا تو یمن،عراق اور شام میں اب تک امن قائم ہوچکا ہوتا۔امریکہ شامی عوام کے مفادات کا بڑا دشمن ہے۔وہ بڑی مقدار میں شامی تیل کی چوری کررہا ہے اور عوامی وسائل بہت تیزی سے گھٹ رہے ہیں۔شام میں بدامنی عروج پر ہے اور فوجی کارروائی اس کا حل نہیں ہے۔یہی وجہ ہے کہ روسی صدر سے ملاقات کے وقت ایرانی سپریمو آیت اللہ خامنہ ای نے کہا تھا کہ امریکہ کومشرقی فرات سے نکال دینا چاہیے۔اس جملے کا واضح مطلب یہ تھا کہ ہم علاقہ میں امریکہ کی موجودگی کو برداشت نہیں کرسکتے۔مشرقی فرات سے امریکی فوجوں کے انخلا میں ترکی کا کردار بہت اہم ہوگا،اسی لئے ایران روس کے ساتھ مل کر ترکی سے مذاکرات کررہا ہے۔ممکن ہے روس اور ایران کے اتحاد میں شامل ہونے کے بعد ترکی نیٹو سے باہر ہوجائے۔اگر ایسا ہوتا ہے تو نیٹو کا شیرازہ بکھرنے میں بھی بہت وقت نہیں لگے گا۔کئی نیوز ایجنسیوں نے یہ بھی تحریر کیا ہے کہ روسی صدر کے دورے کا ایک مقصد یہ بھی ہے کہ ایران سے یوکرین جنگ کے لئے ہتھیار درآمد کئے جائیں۔اگر ایسا ہے تو یہ ایران کی عالمی سطح پر بڑی کامیابی ہوگی۔اب تک یوروپی ممالک اور روس دنیا کو ہتھیار فروخت کرتے تھے۔اگر روس ایران سے ہتھیاروں کی خریداری کرتا ہے تو عالمی بازار میں ایران کی طاقت کا اندازہ بھی نہیں لگایا جاسکے گا۔ہزارہا اقتصادی پابندیوں کے بعد ایران کی بڑھتی ہوئی طاقت نے دشمن کو حیران کردیا ہے۔خاص طور پر اسلامی ممالک کا ایران کی طرف راغب ہونا اسی نمایاں کامیابی کی بنیاد پر ہے۔

واضح رہے کہ ایران،روس اور ترکی کے درمیان مذاکرات کی ۸۱ نشستیں منعقد ہوچکی ہیں جن میں انسانی ہمدردی کے وسائل، باہمی تعاون کے فروغ، خطے میں امن وامان کے قیام اور شام میں جاری سیاسی ومعاشی بحران کے پُرامن حل پر غور وخوض کیا گیا ہے۔روسی صدر کا یہ دورہ فقط شامی مسائل کے حل تک محدود نہیں رہا بلکہ تینوں ملکوں نے عالمی مسائل پر بھی تبادلۂ خیال کیا،جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ نیا ورلڈ آڈر ان تین ملکوں کی رہنمائی میں تیار ہورہا ہے۔جوئے بائیڈن کے دورے کو یروشلم پوسٹ سمیت دیگر اخباروں نے ناکام قرار دیا ہے کیونکہ امریکی صدر فلسطین سمیت دیگر ملکوں کے ساتھ کوئی کامیاب مذاکرات نہیں کرسکے۔خاص طور پر مسئلہ فلسطین،گیس اور تیل کی درآمد اور پیداوار بڑھانے کے معاملات، بین الاقوامی حکمت عملی کا لائحہ عمل اور اس طرح کے دیگر مسائل پر کوئی اہم پیش رفت نہیں ہوسکی۔اس کے برخلاف روسی صدر نے شام کے بحران سمیت دیگر علاقائی اور بین الاقوامی مسائل پر کامیاب مذاکرات کئے ہیں۔اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ امریکی بوڑھا صدر عالمی سیاست کو سمجھنے میں ناکام رہا ہے۔

نقیب کے خریداروں سے گذارش

☆ امارت شرعیہ بہار،اڈیشہ وجھارکھنڈ کا ہفت روزہ ترجمان اخبار ہر سموار کو طبع ہوکر پابندی کے ساتھ شائع ہوتا ہے اور سموار و منگل دودنوں کے اندر ڈاک کے حوالہ کردیا جاتا ہے،یہ تین چار دنوں میں خریداروں تک پہونچ جاتا ہے،اگر یہ اخبار آپ تک پابندی سے نہیں پہونچتا یا ڈاکیہ ٹال مٹول کرتا ہو تو آپ اس کی اطلاع مندرجہ ذیل نمبر پر فون کرکے دفتر کو دیں تاکہ متعلقہ افسران سے رابطہ کرکے اسے آپ تک پہونچانے کی حتمی صورت نکالی جاسکے۔

☆ اگر اوپر دائرہ میں سرخ نشان ہے،تو اس کا مطلب ہے کہ آپ کی خریداری کی مدت ختم ہوگئی ہے۔براہ کرم فوراً آئندہ کے لیے سالانہ زرتعاون ارسال فرمائیں،اور منی آرڈر کوپن پر اپنا خریداری نمبر ضرور لکھیں،موبائیل یا فون نمبر اور پتے کے ساتھ پن کوڈ بھی لکھیں۔مندرجہ ذیل اکاؤنٹ نمبر پر ڈائرکٹ بھی سالانہ یا ششماہی زرتعاون اور بقایہ جات بھیج سکتے ہیں،رقم بھیج کر درج ذیل موبائل نمبر پر خبر کردیں۔

A/C Name: THE NAQUEEB, A/C No: 10331726168
Bank: SBI, Branch J.C. Road, Patna, IFSC Code: SBIN0001233
رابطہ اور واٹس اَپ نمبر Mobile: 9576507798

نقیب کے شائقین کے لئے خوشخبری ہے کہ آپ نقیب کے آفیشیل ویب سائٹ www.imaratshariah.com پر بھی لاگ ان کر کے نقیب سے استفادہ کرسکتے ہیں۔

(منیجر نقیب)